15/5/66

مئی ۱۹۶۶

مدیران

رفیق احمد ثاقب

محمد شفیق قیصر

جلالۃ الملک شاہ فیصل جنھوں نے حال ھی میں پاکستان کا چھ روزہ سرکاری دورہ کیا ھے۔ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس سابق امام مسجد لندن کے ساتھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعود)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۲	ہجرت ۱۳۴۵ ہش	۹ محرم تا ۱۰ صفر ۱۳۸۶ھ	مئی ۱۹۶۶ء	شمارہ ۷

اِدارۂ تحریر

(مسٹر عبد الباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

ترتیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جستہ جستہ

(ادارہ)

۱۔ خالد کا نیا رنگ

رسالہ خالد کو پیارے آقا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے وقتاً فوقتاً جن زریں نصائح سے نوازا، ادارہ تحریر نے ان کی روشنی میں رسالہ کی پالیسی پر نظرِ ثانی کرتے ہوئے نیا لائحہ کار تجویز کیا ہے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے رسالہ میں خدام ہی کے مضامین شائع کئے جائیں تا ان میں ذمہ داری کا احساس ترقی کرے، نئے لکھنے والے پیدا ہوتے رہیں اور اُن کی حوصلہ افزائی کا سامان میسر رہے۔ نہ لکھنے والوں کو لکھنے کی ترغیب دلانے اور رسالہ کی افادیت اور دلچسپی بڑھانے کی خاطر دو نئے مستقل عناوین قائم کئے جا رہے ہیں۔ ایک تو سوالات کے جوابات کا سلسلہ ہے جس کے تحت قارئین ہر قسم کے مسائل کا حل دریافت کر سکتے ہیں۔ دوسرے نئے عنوان "دید و شنید" کے ذیل میں قارئین اپنے پیش آمدہ یا سُنے سُنائے مگر سچے سبق آموز واقعات شائع کروا سکیں گے۔ امید ہے کہ قارئین ان مضامین کو مفید اور دلچسپ پائیں گے اور اس ضمن میں ادارہ خالد سے بھرپور اور مؤثر تعاون فرمائیں گے۔

۲۔ ایک فرض کی یاد دہانی!

چند روز ہوئے اراکینِ ادارہ خالد اپنا مجوزہ پروگرام لے کر دُعا کی غرض سے نیز مزید ہدایات و راہنمائی حاصل کرنے کی خاطر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ایدہ اللہ نے ازراہِ شفقت ہمیں بہت قیمتی ہدایات سے نوازتے ہوئے اس امر کی جانب خاص طور پر توجہ دلائی کہ حضرت المصلح الموعودؓ نے ہر خادم کے لئے لازم قرار دیا تھا کہ وہ اپنے رسالہ یا سلسلہ کے دیگر اخبارات و جرائد کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور لکھے سو خدام کو حضرت فضلِ عمرؓ کے اس ارشاد کے بارہ میں یاد دہانی کروائی جائے اور فی الحال ایسا پروگرام بنایا جائے کہ ملک کے ہر علاقہ سے رسالہ کے لئے ضرور مضامین آ جائیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ:۔

"مَیں سالانہ اجتماع پر خدام سے پوچھونگا کہ انہوں نے اس ہدایت پر کہاں تک عمل کیا ہے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح کے اس ارشاد کو تمام خدام تک پہنچاتے ہوئے جملہ قائدین و ناظمینِ تعلیم سے گزارش ہے کہ وہ اس ضمن میں خدام کی صحیح راہنمائی کریں اور انہیں ہر ممکن مدد مہیا کریں۔ انشاء اللہ العزیز ادارہ خالد بھی حتی المقدور آپ سے پورا تعاون کریگا۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں میں برکت ڈالے اور انہیں بہترین رنگ میں بار آور کرے۔ آمین۔

۳۔ تحریک جدید کے دفتر سوم کا اجراء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ اپریل ۱۹۶۶ء میں تحریک جدید کے دفتر سوم کا اجراء فرمایا ہے۔ اور اس کی تاریخ اجراء یکم نومبر ۱۹۶۵ء مقرر فرمائی ہے تاکہ یہ دفتر بھی سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک سے منسوب ہو سکے۔ جو اصحاب دفتر اول میں (جو ۱۹۳۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے جاری کیا گیا) یا دفتر دوم میں (جو ۱۹۴۴ء میں جاری ہوا) اب تک شامل نہیں ہو سکے ان کے لئے موقع ہے کہ وہ اب دفتر سوم میں شمولیت اختیار کر کے ثواب حاصل کریں۔ عہدیداران خدام الاحمدیہ سے بھی گزارش ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں اپنے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اپنی اپنی مجالس میں تحریک جدید کے دفتر سوم کا اجراء کر کے نئے وعدہ جات کی تفصیل سے مرکز کو آگاہ فرمائیں۔

۴۔ فضل عمرؓ فاؤنڈیشن

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسلام اور احمدیت کی خدمت میں گزارا۔ حضورؓ کے دل میں اس چیز کی لازوال تڑپ تھی کہ جلد از جلد خدائے یگانہ کی برتری دنیا میں قائم کر دی جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت تمام لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جائے۔ اور خدا کے اس مقرب بندے نے اپنی زندگی کے آخری سانس تک یہ جدوجہد جاری رکھی۔ حضورؓ کی وفات کے بعد آپ کی محبت کا یہ تقاضا تھا کہ ہم اسلام اور احمدیت کی ترویج و اشاعت کے لئے اور زیادہ بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کریں تا جس مقصد کے حصول کی خاطر ہمارے محبوب امامؓ نے اپنی تمام زندگی صرف کر ڈالی وہ مقصد جلد از جلد ہمیں حاصل ہو جائے۔ اس مقصد کے پیش نظر جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے فضل عمر فاؤنڈیشن کا اجراء فرمایا جس میں احباب جماعت کے سامنے ۲۵ لاکھ روپیہ کی مالی قربانی کا مطالبہ پیش کیا تا اشاعت اسلام کا کام تیز سے تیز کر دیا جائے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی مقدس یاد میں ایک فاؤنڈیشن قائم کی جا رہی ہو اور اس کا اجراء بھی خلیفۂ وقت خود فرمائیں تو اس کی اہمیت ہر احمدی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں مزید کچھ لکھنا لاحاصل ہے۔

جماعت کا ہر فرد اس مقدس جذبہ سے لبریز ہے کہ ہم نہ صرف فاؤنڈیشن کے لئے مالی قربانی میں حصہ لیکر بلکہ اپنی جانوں کو قربان کر کے بھی ان احسانات کا بدلہ نہیں اتار سکتے جو اس مقدس وجود نے (اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں اس پر) ہم پر کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس امر کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم حضورؓ کے جاری کردہ کاموں کو احسن طریق پر دنیا تک چلاتے چلے جائیں۔

۵- ایک انتھک مخلص بھائی کی روانگی

مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تبلیغ اسلام کے لئے ماریشس تشریف لے گئے ہیں۔ مکرم مولوی صاحب موصوف نے گزشتہ ساڑھے تین برس کے دوران اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دینے کی خاطر بڑی ہی محنت اور جانفشانی سے قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپ نے اپنے دورِ اہتمام میں احمدی بچوں کے دینی اور علمی معیار کو بلند کرنے کے لئے امتحانات کا سلسلہ جاری کیا اور ان امتحانات کے نصاب کے لئے "کامیابی کی راہیں" کے عنوان سے ایک سلسلۂ کتب تالیف کیا، خدا تعالیٰ نے ان کتب کو بہت قبولیت عطا فرمائی اور تمام جماعت میں انہیں انتہائی پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا۔ ان کتب کا انگریزی ترجمہ بھی نہایت خوبصورت شائع ہو گیا ہے جس سے بیرونی ممالک کے اطفال بھی فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولوی صاحب موصوف کو خدمت دین کی مزید توفیق عطا فرمائے اور انہیں ان کی مساعیٔ جمیلہ کی بہترین جزا مرحمت فرمائے۔

محترم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر کی جگہ حضرت صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے مکرم پروفیسر رفیق احمد صاحب ثاقب کو مہتمم اطفال مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ تقرر ہر لحاظ سے بابرکت بنائے اور انہیں اطفال کی فلاح و بہبود کے لئے بہترین رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۶- انجمن مدیرانِ جرائد ربوہ کا قیام

حال ہی میں ربوہ کے صحافیوں نے "مجلس مدیرانِ جرائد" کے نام سے ایک انجمن قائم کی ہے۔ ربوہ سے شائع ہونے والے تمام جرائد کے ایڈیٹوریل سٹاف کے ممبران اس میں شامل ہیں متعدد ترقیاتی پروگرام اس مجلس کے زیرِ غور ہیں۔

اس سال کے لئے اس مجلس کے صدر جناب نسیم سیفی ایڈیٹر ماہنامہ "تحریکِ جدید" اور سیکرٹری مرزا غلام احمد ایم۔ اے ایڈیٹر "ریویو آف ریلیجنز" مقرر ہوئے ہیں۔

ادارہ خالد اس انجمن کے قیام پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی ترقی و کامیابی کے لئے دعا گو ہے اللہ تعالیٰ اسے جماعت کے لئے نیز ملک و ملت کے لئے بابرکت بنائے۔

مَعَارِفُ الْقُرْآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ۱ (مَیں) اللہ (تعالیٰ) کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (شروع کرتا ہوں)

اَلرَّحْمٰنُ ۝ ۲ (وہ) رحمٰن خدا ہی ہے۔

عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ ۳ جس نے قرآن سکھایا۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ ۴ اُس نے انسان بنایا۔

عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ ۵ اور اُسے فصاحت و بیان بخشا۔

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ ۶ سورج اور چاند ایک مقررہ قاعدہ کے مطابق چل رہے ہیں

وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝ ۷ اور جڑی بوٹیاں اور درخت بھی خدا (تعالیٰ) کے آگے سرنگوں ہیں۔

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ ۸ اور آسمان کو ہم نے اونچا کیا ہے اور بنی نوع انسان کیلئے توازن کا اصول مقرر کر دیا ہے۔

اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ ۝ ۹ (یہ کہتے ہوئے) کہ عدل کے ترازو کو کبھی نہ جھکاؤ۔

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ ۱۰ اور وزن کو انصاف کے ساتھ قائم کرو۔ اور تول کو کم نہ کرو۔

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝ ۱۱ اور ہم نے زمین کو تمام مخلوق کے فائدہ کے لئے بنایا ہے۔

فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝ ۱۲ اس میں پھل بھی ہیں۔ اور غلاف دار پھل والی کھجوروں کے درخت بھی (ہیں)۔

وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝ ۱۳ اور اس (یعنی زمین) میں دانے بھی ہیں جن پر خول بھی ہوتا ہے اور خوشبودار پھول بھی ہیں۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ ۱۴ سو بتا تو سہی کہ تم دونوں (یعنی جنّ و اِنس) اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے؟

(از تفسیرِ صغیر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ)

(سورۃ رحمٰن)

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

صدقہ اور تواضع

حضرت عیاض بن حمارؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔ اور بندہ اپنا حق کسی کو معاف کردے تو اس سے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے۔ اور جو آدمی محض اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے اللہ اسے بلند کرتا ہے۔ (بخاری)

جھوٹی قسم کا نتیجہ

حضرت ابن ثعلبہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا حق جھوٹی قسم کھا کر دبائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ کی آگ ضروری کردیگا اور جنت حرام۔ ایک آدمی نے پوچھا خواہ تھوڑی سی چیز ہو؟ حضورؐ نے فرمایا: اگرچہ پیلو کی ٹہنی ہی ہو۔ (مسلم)

کمزوروں اور بوڑھوں کی خاطر

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی نماز کی امامت کرے تو چاہیئے کہ ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان میں کمزور، بیمار، اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب کوئی اکیلا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی کرلیا کرے۔ (بخاری)

خیانت کا انجام

حضرت عمر بن خطابؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ صحابہ کا ایک گروہ یہ کہہ رہا تھا کہ فلاں شہید ہے، فلاں شہید ہے۔ اسی اثناء میں جب انہوں نے ایک شخص کا نام لے کر کہا کہ وہ بھی شہید ہے تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں میں نے اسے اس کی خیانت کے سبب (ایک عبا چرانے کے باعث) دوزخ میں دیکھا ہے۔ (مسلم)

اللہ، ہمسایہ اور مہمان

حضرت ابوشریح خزاعیؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے ہمسایہ سے احسان کرے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے (مسلم)

باپ کا حق

حضرت ابوہریرہ راوی ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بیٹا اپنے باپ کا پورا حق ادا نہیں کرسکتا سوائے اس ایک صورت میں کہ باپ کسی کا غلام بن جائے اور یہ اسے خرید کر آزاد کرا دے۔ (مسلم)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو تمام حملوں سے بچائیگا"

فرمایا:-

"مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرلیں۔ اگر اسے خوش کریں کہ تو سب کچھ مل سکتا ہے مگر ان کی یہی تو بدقسمتی ہے کہ وہ اس کو ناراض کر رہے ہیں۔ مجھے بہت ہی افسوس ہوتا ہے جب مَیں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے ایک سچّا دین اسلام عطا کیا تھا مگر انہوں نے اسکی قدر نہیں کی۔ خدا جانے یہ بے پروائی کیا نتیجہ پیدا کرے۔ دین کی کچھ بھی پرواہ اور غیرت نہیں۔ باہم اگر جنگ وجدل ہے تو اس میں شیخی، ریاء، عُجب مقصود ہے نہ کہ اللہ تعالےٰ کا جلال اور اس کی عظمت۔ لیکن جو شخص ہر امر میں اللہ تعالیٰ کو مقدم کرے اور اس کے دین کی حمیّت اور غیرت میں ایسا محو ہو کہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا ظاہر کرنا اس کا مقصودِ خاطر ہو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے دفتر میں صدّیق کہلاتا ہے۔

ہم جس طریق پر اسلام کو پیش کر سکتے ہیں دوسرا نہیں کر سکتا۔ مگر مشکلات یہ ہیں کہ ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ غرباء کا ہے لیکن اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ باوجودیکہ یہ غرباء کی جماعت ہے تاہم مَیں دیکھتا ہوں کہ ان میں صدق ہے اور ہمدردی ہے اور وہ اسلام کی ضروریات سمجھ کر حتی المقدور اس کے لئے خرچ کرنے سے فرق نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ساتھ ہو تو کام بنتا ہے اور ہم اس کے فضل کے امیدوار ہیں۔

جس طرح پر ایک طوفان قریب آتا ہو تو انسان کو فکر ہوتا ہے کہ یہ طوفان تباہ کر دے گا اُسی طرح یہ اسلام پر طوفان آرہے ہیں۔ ہر وقت ان کوششوں میں لگے ہوئے ہیں کہ اسلام تباہ ہو جاوے۔ لیکن مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اسلام کو ان تمام حملوں سے بچائے گا اور وہ اس طوفان میں بھی اسلام کا بیڑا سلامتی سے کنارہ پر پہنچا دے گا۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صہ ۲۴)

تبرکاتِ محمودؓ

یادِ محبوبؐ

دل میں اِک درد اُٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانیئے کیا یاد آیا

ابن آدم کمزور ہے۔ باوجود صبر و تحمل، باوجود شکیب و بردباری اس پر ایسے وقت آتے ہیں جب کہ اس کے بحرِ خیال میں تموّج پیدا ہوتا اور اس کی کشتیٔ صبر کسی پیارے کی یاد میں رنج و غم کی تند ہوا کے تھپیڑے کھانے لگتی ہے اور اس کے قلب میں ایک درد پیدا ہوتا اور آنکھ سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ پس کچھ ایسا ہی حال آج ہمارا ہے۔ ہاں تو پھر کیا ہمیں کوئی زہینی پری رُخ سیمیں بدن یاد آگیا۔ کیا کسی کے جمالِ دلربا نے ہم پر جادو کا کام کیا؟ یا کسی تہ بیتی حیتون نے ہمارے خرمنِ سکون پر بجلیاں گرائیں؟ نہیں نہیں ایسا نہیں۔ آج ہم کو وہ وجود باجود یاد آگیا جو زمین پر پیدا ہوا لیکن آسمانی تھا۔ وہ گو اس عالمِ سفلی میں خشت و خاشاک کے گھر میں سکونت پذیر تھا لیکن اس کا آشیانہ ملائے اعلیٰ میں طوبیٰ کی ثمر ور ٹہنیوں پر تھا۔ وہ عالمِ ناسوت میں بھی رہا لیکن اس کا ناسوت ظاہری صوفی کے ملکوت بلکہ لاہوت سے بالا تھا۔ وہ خدا کا اور خدا اس کا تھا۔ خالقِ کون و مکان کو اس اپنے حبیبؐ سے اِس قدر اُلفت تھی کہ فرطِ محبت میں ایک دن پیار کی باتیں کرتے کرتے "انتَ مِنّی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی" فرمایا۔ پھر پیاروں کی سب باتیں پیاری۔ محبوب کا دوست محب کا پیارا پیارے کا پیارا۔ عاشق کی آنکھ کا تارا۔ اور محبوب کا دشمن محب کا عدو۔ پیارے کا بدخواہ پیار کرنے والے کی مدِ مقابل نہیں کچھ ایسی ہی کیفیت خود خدائے بے نیاز کی تھی۔ کبھی اُس نے فرمایا "بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنارِ بلند تر محکم افتاد" گویا اس پیارے کو خوشی میں چلتا دیکھنا اللہ تعالیٰ کے لئے موجبِ مسرت تھا۔ پھر جو اسکے مُنہ آتا وہ مُنہ کی کھاتا۔ اس کے دشمنوں کی نسبت فرما دیا "اِنّی مھینٌ مَن اراد اھانتک" یعنی جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا مَیں اس کی اہانت کروں گا اور خوب خبر لوں گا۔ اور اس کے ساتھ ہونیوالوں کی نسبت فرما دیا "اِنّی معک و مع اھلک" یعنی سُن میرے پیارے مَیں تیرے اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ اور ان وعدوں کو اُس سچے وعدوں والے نے من وعن پورا کر کے بھی دکھایا اور اس کے دشمن ذلیل و ہلاک ہوئے اس کے دوست مظفر و منصور اور خطرات کے ایام میں محفوظ رہے۔ پھر اور محبوب نوازی دیکھئے کہ اس کے

ماںنے کو اپنا مارنا کہا۔ اور فرمایا۔ یا احمد ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ اور دیر کیا۔ وہاں تو اُلفت کی کوئی حد ہی نہ تھی کبھی اُسے شمس کہا تو کبھی قمر کہہ کر یاد کیا۔ اور پھر فرطِ پیار میں اپنے بندوں کو اس محبوب کے بندے اور اپنے ہاتھ کو اس کا ہاتھ فرما دیا اور ارشاد ہوا "قُل یا عبادی" اور "ید اللہ فوق ایدیھم"۔ اس محبت کا جواب اس محبوب خدا نے کس وفاداری و دلداری سے دیا اور کس طرح چلتے پھرتے اور لیٹے غرض ہر ساعت، ہر آن وفاشعاری اور عہد پرددی سے کام لیا۔ اس کے لئے اس کے معتقد ذیل اقوال قابلِ ملاحظہ ہیں۔ فرمایا ؎

قربان تست جانِ من اے یارِ محسنم
با من کدام فرق تو کردی کہ من کنم

اور پھر فرمایا "ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ وجود کھونے سے حاصل ہو۔ کس دُف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے"۔ ہاں مجھے وہ یاد آگیا جو خدا کے بعد خدا کے خاص حبیب رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ پر فدا تھا اور فنا فی الرسول کے درجہ پر پہنچا ہوا تھا۔ اور ہمیشہ اُس کا فخر اسی میں تھا کہ غلام احمد کہلائے۔ اور فرمایا کہ "کیا مرتبہ ہے اُس رسول کا جس کی غلامی کی طرف مَیں منسوب کیا گیا" اور لکھا کہ ؎

یا رسول اللہ برویت عہد دارم استوار
عشقِ تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیرخوار

اور وہ رسولِ عربیؐ پر نازل ہونے والی کتاب کی نسبت فرماتا "تمام بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے"۔ اور اس کتابِ مقدس کے جمال کو وہ نہ صرف اپنا بلکہ کُل مسلمانوں کا نورِ جان سمجھتا اور کہتا ؎

جمال و حُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

غرض آج مجھے وہ اللہ کا پیارا، محمد رسول اللہؐ کا محبوب اور قرآن کا شیدا یاد آرہا ہے جو مسلمانوں کی قوم کی حالت پر آنسو بہاتا۔ اور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اُن کے لئے روتا اور کہتا ؎

شب تاریک و بیم درد قوم ما بچنیں غافل
کجا زیں غم روم یا رب نما خود دستِ قدرت را

سُن اے واعظِ بے عمل! کان دھر اے زاہدِ خشک! اگر تو مجھے اس کی محبت سے روکتا اس کی یاد و الفت سے منع کرتا ہے تو پھر اس کی جگہ مجھے دیتا کیا ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ اس کی محبت میں خدا کی، خدا کے رسولؐ، قرآن و اسلام کی محبت ہے۔ پھر بتا یہ چھوڑ کر کہاں جاؤں۔ آہ دُور افتادہ مولوی! تمہیں کیا معلوم کہ اس کی صبح کی سَیر کتنے روحانی پیاسوں کو سیر کرتی تھی۔ تو کیا جانتا ہے کہ اس کے دربارِ شام میں سینکڑوں بے نواؤں کو آسمانی خلعت عطا ہوتے تھے۔ تمہیں کیا علم ہے کہ اس کی مجالس میں فرشتوں کا

نزول ہوتا تھا۔ اس کی توجہ مُردہ قلوب میں جان ڈالتی، اس کی دُعائیں بے جان قالبوں کو جاندار کرتی تھیں۔ آہ اس کے قیامِ زمینی کے ایام میں مَیں نے اس کی قدر نہ کی۔ اس نے کہا کہ ؎

امروز قومِ من نشناسد مقامِ من
روزے بگریہ یاد کند وقتِ خوشترم

لیکن غفلت تیرا بُرا ہو۔ تساہل تیرا بھلا نہ ہو۔ تُو نے مجھے غافل کر دیا۔ سُست رکھا۔ مَیں نے محبت تو کی لیکن وقت کی قدر نہ سمجھی۔ پیارے تُو آج یاد آیا ہے اور ہاں کیوں یاد نہ آتا، تو میرا محسن ہے۔ میری زندگی تیری دُعاؤں کا نتیجہ، میری روح تیری توجہ کی ممنون ہے۔ میری جان تُو دنیا سے چلا گیا لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ تیری رُوح عالم میں ایک تغیر پیدا کر رہی ہے اور

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکارینگے تجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجّال کہلانیکے دن

تیری یاد مبارک، تیرا ذکر خیر ہے۔ تیری اُلفت میرا ایمان ہے کہ میری نجات کا باعث ہوگی۔ مانا مَیں گنہگار ہوں۔ لیکن کیا وہ جس کے دل میں تُو ہے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا؟ میرا وہ دل جس میں تیری محبت کا گھر ہے شہادت دیتا ہے کہ نہیں۔ خداوند! تُو جانتا ہے مَیں نے اس اظہارِ محبت اور اظہارِ یاد میں (یادش بخیر) غلو نہیں کیا۔ اللہ تُو میرے قلب کی حقیقت جانتا ہے۔ بناوٹ نہیں، عرضِ حال ہے۔ لیکن اے خدا تیرے سوا اس درد کو وہ محسوس کرے گا جس کا حال نیرؔ کے اس قول کا مصداق ہو۔ ؎

راتیں کٹی ہوں جس کی جاناں کے دردو غم میں
وہ جانتا ہے جاں کی عاشق کی جاں کنی کو

(الفضل ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء)

قلمی دوستی کرنیوالے احباب توجہ کریں!

الفضل مورخہ ۲۳ مارچ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث امام جماعت احمدیہ کی احباب جماعت خصوصاً طلباء، طالبات سے نصیحت پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی کہ ہمیں مشرقی پاکستان کے اپنے بھائیوں اور بہنوں سے قلمی دوستی قائم کرکے باہمی تعلقات بڑھانے چاہئیں تاکہ ہم صحیح معنوں میں ایک روحانی باپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد تصور ہوں۔ اس قسم کی تحریک قلمی دوستی کی صورت میں پہلی دفعہ سُنی ہے لیکن کسی ذریعہ کی وضاحت نہ ہونے سے ممکن ہے ہمارے دوست Suspence ہوں اسلئے راقم الحروف اپنے ادارہ "انٹرنیشنل فرینڈشپ لیگ" اور رسالہ "فرینڈشپ" کے ذریعہ تمام دلچسپی لینے والوں کو باہمی طور پر متعارف کرنے کے لئے اپنی خدمت پیش کرتا ہے مشرقی پاکستان کے احباب، دوستوں اور بہنوں سے قریبی تعلق قائم کرکے ہم وہاں کے طرزِ معاشرت، انکے مسائل، مشاغل تعلیمی، علمی تبادلہ خیالات کے ذریعہ انکی اور اپنی معلومات میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح غیر ممالک میں بھی فرینڈشپ کے ذریعہ تمام مخفی خط و کتابت کے ذریعہ قلمی جہاد میں حصہ لے سکتے ہیں۔ تمام دلچسپی لینے والوں سے درخواست ہے کہ وہ مزید معلومات کیلئے خاکسار سے رابطہ قائم کریں تاکہ حسب منشاء راہنمائی کی جاسکے۔ فقط والسلام امین الرحمٰن ہاشمی

ایڈیٹر "فرینڈشپ" کبیر اسٹریٹ، انارکلی لاہور۔

آپ خدائے رحمٰن کے دوست بن کر

نوعِ انسان کے لئے نجات کا سامان کریں!

عہدیدارانِ مجلس خدام الاحمدیہ کے لئے حضرت صدرِ مجلس کا ایک خصوصی پیغام

نوٹ :- حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا یہ پیغام بمورخہ ۲۷ فروری ۱۹۶۶ء عہدیدارانِ مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی کے تربیتی اجتماع میں پڑھ کر سنایا گیا۔ چونکہ یہ پیغام کسی خاص علاقہ کے لئے ہی مخصوص نہیں ہے اس لئے اسے افادۂ عام کے لئے خالد میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

برادران! .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ سب بھائیوں کو اخلاص، محنت اور دیانت کے ساتھ اعلیٰ سے اعلیٰ خدماتِ دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قائد صاحب ضلع راولپنڈی کی طرف سے درخواست موصول ہوئی ہے کہ ضلع کی مجالس کے عہدیداران کی میٹنگ رکھی گئی ہے اس لئے مرکز سے کوئی نمائندہ اور پیغام بھجوایا جائے۔ چنانچہ مکرم برادرم بشیر احمد صاحب شمس مہتمم تربیت کو مرکز کا نمائندہ بنا کر ان کے ہاتھ یہ پیغام بھجوا رہا ہوں۔

سب سے پہلی بات جو آپ بھائیوں کو یاد رکھنی چاہیئے اور ہمیشہ مدّ نظر رکھنی چاہیئے یہ ہے کہ آج کے زمانہ میں ہر طرف نا راستی اور دنیا داری کا دَور دَورہ ہے اور خدا کی مخلوق اپنے خدا کو بھول کر صرف دنیا میں کھو گئی ہے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کو ایک جماعت عطا فرمائی جس کا یہ مقصد مقرر فرمایا کہ وہ اپنے خالق سے پاک تعلق قائم کر کے اور تقویٰ کی راہ پر چل کر اللہ تعالیٰ کے نوروں کے وارث ہوں اور خدا کا نور بن کر دنیا سے ظلمتوں کو دُور کریں۔ جماعت کے قیام کے اس مقصد کو اور اس الٰہی منشاء کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ دنیا شیطان کی دوست بن رہی ہے آپ خدائے رحمٰن کے دوست بن کر نوعِ انسان کے لئے نجات کا سامان کریں۔ اپنے اس مقصد کو کبھی فراموش نہ ہونے دیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکموں پر چل کر مجاہدات اور دعاؤں کے ذریعہ قربِ الٰہی کو حاصل کریں تا برکت

وجود نہیں۔ تہی دست اور تہی دامن دوسرے کو کیا دے سکتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات اور الطاف کی دولت جمع کریں تا دوسروں کو اس سے حصہ دے سکیں اور فیض رساں وجود بنیں۔

قربِ الٰہی کے حصول کے لئے مجاہدات لازمی ہیں۔ جو شخص اپنے اوقات کو ضائع کرتا ہے، اپنے دن لغو کاموں میں اور رات سونے میں ضائع کر دیتا ہے وہ کوئی کامیابی اور بڑائی حاصل نہیں کر سکتا۔ ہر مقصد کے لئے محنت اور ہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ خدا کے اولیاء میں شامل ہونا سب سے بڑا مقصد ہے اس کے لئے سب سے زیادہ مجاہدہ، سب سے زیادہ محنت اور ہمت کی ضرورت ہے۔ پس خدا کے حکموں پر چلیں اور شریعت نے جو ذمہ داریاں انسان پر رکھی ہیں اُن کو ادا کریں۔ دل کی صفائی کے لئے دن رات جدوجہد میں لگے رہیں۔ سید ھے اور صاف اور کھرے ہو کر یک بخدا ہو جائیں۔ اپنے خیالات اور ارادات اور ظاہر و باطن پر خدائے بزرگ و برتر کی حکومت کو قبول کریں تاکہ آپ کو لباسِ تقویٰ عطا ہو اور دولتِ یقین سے آپ کی جھولیاں بھر دی جائیں۔ پھر اس دولت سے اپنے دوسرے بھائیوں کو حصہ دیں۔

اگرچہ وہ مجاہدات جن سے خدا ملتا ہے بہت ہیں۔ سب حکموں پر چلنا چاہیئے۔ کسی حکم کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ کسی نیکی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے تاہم ہر زمانہ کے لئے اس کے حالات کے مطابق بعض خاص مجاہدات ہوتے ہیں جن کے ذریعہ انسان اپنے خدا کو راضی کر سکتا ہے۔ اِس زمانہ کا مجاہدہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے، دین کی ہمدردی ہے۔ اسلام کی اس غربت کے زمانہ میں جس کے دل میں یہ درد پیدا نہیں ہوتا کہ ابنائے زمانہ نے قرآن کی قدر نہیں کی اور خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احسان کو شناخت نہیں کیا ایسا شخص مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں، نہ وہ مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے۔ اسی لئے مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے یہ عہد لیا کہ "مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"۔ یعنی اپنی اور اپنی اولاد کی فکر بعد میں کروں گا، پہلے اسلام کی فکر کر لوں گا، اپنی اور اپنی اولاد کی ضروریات بعد میں دیکھوں گا۔ پہلے اسلام کی ضروریات پوری کروں گا۔ اگر آپ اپنے اس عہد کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں اور اپنے قول سے اور اپنے فعل سے اور اپنے دل کے خیالات سے یہ ثابت کر دیں کہ واقعی آپ نے اس عہد کو پورا کیا اور حقیقتاً آپ کی نظر میں دین کی ضروریات اپنی ذاتی ضروریات سے مقدم ہیں تو یہ بات آپ کو بہت جلد خدا کے قرب میں آگے لے جائے گی۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اور مجھے اور سب احمدیوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسری بات جس کی طرف مَیں مجلس کے عہدیداروں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنی عقل سے کام لینا سیکھیں۔ خدا کا یہ ازلی ابدی قانون ہے کہ جب کسی قوت سے کام لیا جاتا ہے تو وہ ترقی کرتی ہے لیکن جب کسی قوت کو معطل چھوڑ دیا جاتا ہے تو وہ ضائع ہو جاتی ہے۔ اکثر یہ نقص دیکھا جاتا ہے کہ ہمارے عہدیداران کو جو کام بتایا جائے

اُسے تو کسی حد تک کر دیتے ہیں لیکن خود اپنی عقل سے کام لینے اور سوچ اور غور و فکر کی عادت پیدا کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتے اس لئے زیادہ ترقی نہیں کر سکتے اور پروگرام کو اچھی طرح چلانے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ خدا کے کلام کے بعد سب سے بڑا ناصح انسان کا اپنا ضمیر اور اپنی عقل ہے۔ جب انسان اپنی عقل سے کوئی بات معلوم کرتا ہے تو اس کے کرنے کی طرف اس کو زیادہ جوش پیدا ہوتا ہے اور زیادہ نشاط سے وہ کام کرتا ہے

پس میں آپ بھائیوں کو اِس وقت یہ بھی ایک نصیحت کرتا ہوں کہ وہ عقل سے کام لینا سیکھیں اور سوچ بچار کی عادت ڈالیں۔ اس کے نتیجہ میں ان کو بھی فائدہ ہوگا اور جماعت کو بھی۔ اور ایک اور ضروری نصیحت یہ ہے کہ ذکرِ الٰہی کی عادت پیدا کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نور اللہ مرقدہٗ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو یادِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

آخر میں آپ دوستوں کو اِس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جماعتی مقصد کے حصول کے لئے خلافت ضروری ہے۔ ہمیں پہلے سے بڑھ کر خلافت کی اہمیت کو سمجھنے اور سمجھانے اور اس کے ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے جدوجہد کرتے رہنے کی ضرورت ہے۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اِس اجتماع اور اِس کوشش کو غیر معمولی برکت دے۔ آپ کا اپنے کاموں کو چھوڑ کر اور اپنے اوقات کو قربان کر کے محض لِلّٰہ اس دینی کام کے لئے جمع ہونا میرے رب کو پسند آ جائے اور وہ آپ سے راضی ہو جائے کہ جس سے وہ راضی ہے اُسے دونوں جہان کی بادشاہت اور دونوں جہان کی دولت نصیب ہوئی۔ والسلام

مرزا رفیع احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

ربوہ

بسلسلہ اسلامی اخلاق

مرزا مغفور احمد

اتّہام تراشی ——— ایک معاشرتی ناسور

آج جہاں دوسری اخلاقی بُرائیاں معاشرے میں پیدا ہو رہی ہیں وہاں ایک خاص بُرائی یعنی اتہام تراشی زیادہ زور پکڑ رہی ہے اور یہ بُرائی دیمک کی طرح ہمارے قومی و ملکی معاشرہ کو چاٹ رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی اخلاق کو تباہ کرنے والا یہ کیڑا اپنی تمام تر کوشش کے ساتھ ہماری روح کو کچلنے میں مصروف ہے۔ یہ مرض جس نے آج ہمارے معاشرہ میں ایک گند پیدا کر دیا ہے نہ صرف اپنی ذات میں انتہائی مہلک ہے بلکہ اپنے ساتھ چند ایسی بیماریاں بھی لے آتا ہے جو ایک صحت مند معاشرہ کو تباہ کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ مگر ہم باوجود اس بُرائی کے نتائج جاننے کے اس طرف کوئی توجہ نہیں دیتے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے اثرات انتہائی مہلک ہوں گے لیکن ہم اس کے انسداد کی طرف خاص توجہ نہیں دیتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ مرض ہمارے اندر اپنی جڑیں مضبوط کر رہا ہے اور بے خبری کی حالت میں بُرائی کا ایک جال ہمارے گرد بنا رہا ہے۔ بہتان باندھنے کی عادت اس قدر غالب آچکی ہے کہ ہم نہیں سمجھتے کہ اس کے نتائج روحانی لحاظ سے کس قدر لرزہ خیز ہوں گے۔ اور ہمارے معاشرے کے کثیر التعداد افراد اس عادت کا شکار ہیں۔ وہ فخر محسوس کرتے ہیں کہ آج انہوں نے فلاں مجلس میں فلاں آدمی کے خلاف ایک الزام لگایا ہے، وہ فخر محسوس کرتے ہیں اس بات پر کہ انہوں نے کئی اشخاص کے سامنے ایک شخص پر جھوٹا الزام لگا کر اس کی بے عزتی کی ہے۔ محض ذاتی رنجشوں کا بدلہ لینے کے لئے یا خواہ مخواہ کی مخالفت کیلئے ہم کسی پر جھوٹا الزام لگانے سے گریز نہیں کرتے خواہ ہمارا ضمیر اس کے خلاف احتجاج ہی کیوں نہ کرے۔

پہلے چھوٹوں پر بہتان باندھا جاتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ یہ سلسلہ بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ انسان اپنے سے بڑوں پر بھی الزام لگانے سے نہیں چوکتا۔ اور پھر وہ مقام بھی آتا ہے کہ جب انسان خدا پر اتہام تراشی کر کے خود اپنے ہاتھ سے اپنی ذات کیلئے ہلاکت کا دروازہ کھولتا ہے اور محض اپنی نادانی سے اور ناسمجھی سے خدا کے غضب کو بھڑکا کر اپنی زندگی کو اس دنیا میں بھی اور دوسری دنیا میں بھی تباہی سے ہمکنار کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سورۃ نور کی آیت يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"فرماتا ہے اُس دن کو یاد کرو جبکہ اُنکی زبانیں اور اُن کے ہاتھ اور اُنکے پاؤں

اُن کے خلاف گواہی دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال کے مطابق اُنکو سزا دے گا اور اللہ تعالیٰ کی بات ہی آخر پوری ہو کر رہا کرتی ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ جو شخص انسانوں پر الزام لگاتا ہے وہ آخر خدا تعالیٰ پر بھی الزام لگانا شروع کر دیتا ہے کیونکہ اس میں الزام لگانے کی عادت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ فرماتا ہے ایسے لوگ جو انسانوں پر الزام لگاتے ہیں کسی دن خدا تعالیٰ پر بھی الزام لگانا شروع کر دیں گے اور قیامت کے دن ان کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے۔" (تفسیر کبیر تفسیر سورہ نور)

کیا خدا پر الزام لگانا کوئی چھوٹا گناہ ہے؟ نہیں نہیں یہ تو یقیناً ایک بہت بڑا گناہ ہے اور ایسی شخص سے سرزد ہو سکتا ہے جو خدا سے کلیتہً دُور ہو کر شیطان کی آغوش میں جا بیٹھا ہو اور اس کا ضمیر اس حد تک مُردہ ہو چکا ہو کہ خدا تعالیٰ کا خوف اور جہنم کے عذاب کا ڈر ذرہ بھر بھی اُس کے دل میں موجود نہ رہے۔ یہ وہ مقام ہے کہ جو اسفل السافلین کہلاتا ہے۔ جہاں پہنچ کر انسانی روح کے تمام روحانی چشمے خشک ہو جاتے ہیں اور انسان کا دل اُس بنجر زمین کی مانند ہو جاتا ہے جس پر کوئی روئیدگی نہیں اُگ سکتی۔ اس انجام کا آغاز اپنے ایک بھائی پر اتہام باندھنے سے ہوتا ہے اور انتہا یہاں پر ہوتی ہے کہ انسان اپنے مالکِ ازلی اور خالقِ حقیقی اور ماں باپ سے زیادہ پیار کرنیوالی ہستی پر بھی بہتان باندھنے سے گریز نہیں کرتا ہے۔ کاش ہم اس بُرائی کے نتائج سے آگاہ ہو سکیں اور جان سکیں کہ یہ مرض جو بظاہر اتنا نقصان دہ معلوم نہیں ہوتا در اصل کسقدر موذی ہے۔ کاش ہم یہ سمجھ سکیں کہ یہ بیماری ہماری روح کو اس قدر زنگ آلودہ کر دے گی کہ پھر اس میں کبھی نکھار پیدا نہیں ہو سکے گا۔ اور یہ مرض ہمارے سینہ کو اس قدر گندہ کر دے گا کہ انسانی دل جو اس لئے عطا کیا گیا ہے کہ اس کی گہرائیوں سے ایمان و یقین کے مصفّٰی پانی کے چشمے پھوٹیں۔ وہ شیطانی مادہ کے سڑنے سے ناقابلِ برداشت بدبو کے بھبکے دینے لگیگا۔ مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں فرماتے ہیں :-

"اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں
لگانے والا جو اپنے افعالِ شنیعہ
سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں
کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں
سے نہیں ہے۔" (کشتی نوح ص۱۸)

یہ بُرائی نہ صرف اپنی ذات میں انتہائی خوفناک ہے بلکہ چند دوسری اخلاقی بُرائیاں بھی اس کی وجہ سے ہمارے ذہن میں راہ پاتی ہیں۔ جب انسان کسی پر اتہام تراشی کرتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس میں تجسس کا مادہ پیدا ہوتا ہے اور وہ کوشش میں لگ جاتا ہے کہ جس شخص پر وہ بہتان باندھنا چاہتا ہے اس کی کوئی کمزوری اس کے

ہاتھ آجائے اور اس کے لئے وہ ہر جائز اور ناجائز حربہ اختیار کرتا ہے۔ اس طرح ٹوہ لینے کی عادت اسکے اندر پیدا ہو جاتی ہے حالانکہ قرآن پاک میں صاف لفظوں میں آتا ہے لَا تَجَسَّسُوْا۔ اور یہ خدا کا حکم ہے جو اس نے اپنی کتاب میں اتارا ہے لیکن آج اگر ہم اپنے اِرد گرد نظر دوڑائیں تو معلوم ہو گا کہ یہ عادت کس طرح ہم میں سرایت کر چکی ہے۔ اور اگر یہ عادت اسی طرح زور پکڑتی گئی تو نہ صرف ہماری ذات بلکہ پورا معاشرہ اس کی لپیٹ میں آجائے گا۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں دو مرتبہ فرمایا ہے۔ لَا تَجَسَّسُوْا لَا تَجَسَّسُوْا کسی کی جاسوسی نہ کرو، کسی کی ٹوہ میں نہ رہو۔ لیکن ہم نے خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام کو نظر انداز کر کے اپنے دلوں میں اس بُرائی کو جگہ دی ہے۔ کیا ہم نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ اگر ہم محض کسی پر جھوٹا الزام لگانے کے لئے اس کی ٹوہ لگاتے ہیں تاکہ ہم اپنی ذاتی رنجشوں کا بدلہ لے سکیں یا اپنے نفس کی چالوں میں آکر صرف اپنے دل کی تسکین کے لئے دوسروں کی بے عزتی کر سکیں تو یہ بات ہمارے خدا کے حضور کس قدر ناپسندیدہ ہو گی لیکن شاید اتنا سوچنے کے لئے ہمارے پاس فرصت نہیں ہے۔ ایسے واقعات اکثر ہوتے رہتے ہیں کہ آپ کا ایک دوست آپ سے کسی تیسرے شخص کے بارہ میں دریافت کرتا ہے کہ اس کا کیریکٹر کیسا ہے؟ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اسلئے کہ جس تیزی سے ہمارے معاشرہ میں یہ بُرائی پھیل رہی ہے اس کی زد میں اکثر لوگ آرہے ہیں۔ جب یہ بدعادت دلوں میں پہنچتی ہے تو پھر انسان نہ صرف اپنے دائرہ میں بلکہ ہر انسان کی اندرونی زندگی میں جھانکنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ اس کا نفس ایسا کرنے میں ایک تسکین پاتا ہے اور یہ ایک ایسا گھناؤنا فعل ہے کہ ہر انسان اس سے کراہت کرتا ہے۔ کیا کوئی شخص ایسا ہے جو پسند کرے کہ دوسرے اس کی ٹوہ میں رہیں۔ اگر وہ اپنی ذات کے لئے یہ پسند نہیں کرتا تو پھر اس کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ دوسروں کی جاسوسی کرے۔

اتہام تراشی نہ صرف انسان کے دل میں ایسے تجسس کی بدعادت پیدا کر دیتی ہے بلکہ اشاعت فحش کا قبیح نظارہ بھی اس کے ذریعے منظر عام پر آتا ہے۔ جب کسی پر بہتان باندھا جاتا ہے تو پھر اس کا ذکر مختلف محفلوں میں کیا جاتا ہے اور اس طرح سے لوگوں کے دل سے بدی کا خوف آہستہ آہستہ جاتا رہتا ہے اور نہ صرف خوف جاتا رہتا ہے بلکہ بدی کی طرف طبیعت میں جرأت پیدا ہوتی ہے۔ اس سے صرف کوئی فرد ہی متاثر نہیں ہوتا بلکہ پورا معاشرہ اخلاقی زبوں حالی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اتہام لگانے والا کبھی یہ نہیں کہتا کہ جو بات وہ کہہ رہا ہے وہ سچ نہیں ہے بلکہ وہ اس طریق سے اسے لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے کہ وہ اسے سچ سمجھنے لگتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ واقعی فلاں شخص اس بدی کا ارتکاب کرتا ہے جو بہتان باندھنے والے شخص نے بیان کی ہے اور اس طرح بدی کا رعب ان کے دلوں سے جاتا رہتا ہے۔ اور لوگ بدی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ پس تہمت لگانے والا شخص بہتان باندھ کر اپنے

نفس کو تو ہلاکت کی تاریک ترین راہوں پر ڈالتا ہی ہے لیکن اس
کے ساتھ ہی وہ دوسرے لوگوں کو بھی گناہوں پر راغب کر کے
معاشرے کی تباہی کا موجب بنتا ہے اور یہ فعل خدا کی سخت
ناراضگی کا موجب ہے۔ قرآن پاک میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے
اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ
فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی
الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ یعنی جو لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی
کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو اُن کے لئے دنیا اور آخرت
میں دردناک عذاب ہے۔ ایسے لوگوں کو خدا کی طرف سے
عذاب کی وعید دی گئی ہے جو اشاعتِ فحش میں مد ہوتے ہیں۔
سو ڈرنا چاہیئے کہ ہم اپنے نفس کی تسکین کی خاطر ایسے شیطانی
اعمال نہ بجا لائیں جو خدا کے غضب کو بھڑکا دیتے ہیں۔

اتہام تراشی نہ صرف اپنی ذات میں ایک بہت بڑا
گناہ ہے بلکہ متعدد گناہوں کا مجموعہ بھی ہے اور یہ گناہ ایک
یا دو افراد کے لئے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لئے تباہ کن
ہے۔ جس قوم میں اتہام تراشی جیسا مرض پیدا ہو جائے اگر
وہ جلد ہی اپنا محاسبہ نہ کرے تو یقیناً وہ زوال پذیر ہوتی
ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی ذات سے متعلق کئے گئے گناہ کو بخش
دیتا ہے لیکن وہ گناہ جس میں دوسرا فریق بھی انسان ہی
ہو اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں بخشتا جب تک کہ دوسرا
انسان اس شخص کو معاف نہ کر دے۔ کسی بے گناہ شخص پر
جھوٹا الزام لگا کر اسے اس کے حلقہ میں ذلیل کرنا اور ایک
ایسے بد فعل کو اس کی طرف منسوب کرنا جو اس نے نہیں کیا
کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ اس شخص کی رُوح سسک
اُٹھتی اور اس کے دل سے نکلی ہوئی آہ عرشِ الٰہی کے پائے
ہلا دیتی ہے۔ وہ انسان بہت مظلوم ہے جس پر بہتان باندھا
جائے اور خدا مظلوم کی سسکیوں کو ہرگز ضائع نہیں کرتا۔ وہ
شفیق و مہربان ذات تو یہ بھی پسند نہیں کرتی کہ اگر اس کے
کسی بندے سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اُسے بدنام
کرنے کے لئے دوسروں کو وہ گناہ بتایا جائے کجا یہ کہ کسی
پر جھوٹا الزام لگا کر اسے مشتہر کیا جائے۔ اگر ہم سنجیدگی
کے ساتھ اس بُرائی پر غور کریں تو ہماری روح کانپ اٹھیگی
اور ہمارا دل اس کے مہلک نتائج کو دیکھ کر لرزہ براندام
ہو جائے گا۔

جماعت احمدیہ کے افراد پر اس ضمن میں دوسروں سے
کہیں زیادہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ اس قبیح عادت سے
کلیتہً بچیں کیونکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم دنیا کی اصلاح کرنے
کے لئے کھڑے ہوئے ہیں لیکن اگر ہم اپنے بھائی پر جھوٹے
الزام لگانے سے گریز نہیں کرتے تو پھر ہم کس منہ سے یہ
دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا
کرنے والے ہیں۔ اگر آج ہم نے اس کی طرف توجہ نہ دی تو
ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا انجام کیا ہوگا۔ کیا ہمارا دل اپنے
ایک بے گناہ اور بے قصور بھائی پر جھوٹے الزام لگا کر
کوئی خوشی محسوس کرتا ہے۔ کیا اس کا دل دُکھی نہ ہوگا کہ
اس کے بھائی اس پر وہ الزام لگا رہے ہیں جو کوئی شریف
دشمن بھی لگانا پسند نہیں کرتا۔ کیا ہماری رُوح تلملا نہ اٹھیگی
اگر ہم پر بھی اس قسم کا جھوٹا الزام لگایا جائے۔ پھر ہم
اپنے بھائی کے لئے کیوں وہ چیز پسند کرتے ہیں جو خود
اپنے لئے نہیں پسند کرتے۔ عیوب سے پاک صرف خدا کی
ذات ہے۔ چاہیئے تو یہ ہے کہ اگر ہم کسی میں کوئی غلطی دیکھ

بھی لیں تو اسے اس غلطی سے آگاہ کریں اور روکیں۔ اور رسول خدا کی اس حدیث من ستر مسلما ستره الله یوم القیامة کے مطابق اسے اپنے سینہ میں دفن کردیں نہ کہ یہ کہ جھوٹے الزام لگا کر انہیں مشتہر کریں۔

کوئی انسان بھی گناہ سے پاک نہیں معصوم صرف نبی ہوتے ہیں تو پھر کس منہ سے دوسروں پر تہمت لگاتے ہیں۔ کیا کبھی اپنے گریبان میں بھی جھانک کر دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ کیا ہم نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا تو کس طرح ہم دوسروں کو بدنام کرتے ہیں۔

پس یاد رکھیئے کہ اتہام تراشی کوئی معمولی گناہ نہیں ہے۔ خدا اپنے بے گناہ اور نیک بندوں کے لئے بہت غیرت رکھتا ہے' وہ مظلوم کی آہ پر فوراً اس کی مدد کو دوڑتا ہے اور تہمت لگانے والا اس کے غضب سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

"جو شخص کسی پر تہمت لگاتا ہے وہ مرتا نہیں جب تک اس میں گرفتار نہ ہو جائے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم ص۳۶۶)

آئیے اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور اپنے گناہوں پر نظر کرتے ہوئے اتہام تراشی سے باز آجائیں اور اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے خدا کے حضور گڑگڑائیں کہ وہ ذات انتہائی رحیم ہے۔ آئیے ہم یہ عہد کریں کہ ہمارے کسی قول یا فعل سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ خدا کرے کہ یہ بداخلاقی ہمارے دلوں سے دور ہو جائے اور ہم خدا کے غضب کو بلانے کے بجائے اسکے پیار اور محبت کی چادر میں ڈھانپے جائیں ۔

مضمون نویسی کا انعامی مقابلہ

شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے ہر سال علمی و تحقیقی مضامین لکھنے کا مقابلہ کروایا جاتا ہے۔ گزشتہ سال اس مقابلہ کے لئے حسب ذیل عناوین تھے۔

۱- اسلام کا اقتصادی نظام

۲- اسلام کی برتری ادیان عالم پر۔

اس مقابلہ میں بالترتیب لئیق احمد طاہر، بشیر احمد اختر اور عزیز محمد اختر مجلس ربوہ اول، دوم اور سوم قرار پائے۔ امسال اس مقابلہ کے لئے ذیل کے دو عناوین مقرر کئے گئے ہیں:-

۱- اسلامی جہاد ۲- اسلام کا سیاسی نظام

ان دونوں میں سے کسی ایک پر مقالہ لکھنے کی اجازت ہوگی۔ یہ مقالہ دس ہزار سے پندرہ ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ اوّل، دوم اور سوم آنے والے خدام کو بالترتیب چالیس، پندرہ اور دس روپے کے نقد انعامات سالانہ اجتماع ۱۹۶۶ء کے موقعہ پر دیئے جائیں گے۔ خدام کو اس مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینا چاہیئے۔ شہری مجالس یہ کوشش کریں کہ انکی مجلس کی طرف سے کم از کم ایک نمائندہ اس مقابلہ میں ضرور حصہ لے۔

مقالہ جات ۲۰ ستمبر ۱۹۶۶ء تک مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نام بھجوا دیئے جائیں۔ اس تاریخ کے بعد موصول ہونیوالے مقالہ جات مقابلہ میں شریک نہ کئے جا سکیں گے۔

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

بسلسلہ تعارف العلوم

علمِ اقتصادیات

(چوہدری رشید احمد جاوید ایم-اے)

ہماری زندگی بے شمار خواہشات اور تمناؤں کی مظہر ہے۔ یہ خواہشات اور تمنائیں شروع ہی سے انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ ہاں زمانہ کے تغیّر و تبدل کے ساتھ ساتھ ان آرزوؤں کی کیفیت اور کمیت بھی بدلتی رہتی ہے۔ جس دور سے آج ہم گزر رہے ہیں اسے شاید اگر "اقتصادیات کا دور" کہا جائے تو بہت مناسب ہوگا۔ کیونکہ آج کے انسان کی تمام تر توجہ اس بات پر لگی ہوئی ہے کہ کس طرح اس کی "احتیاجات" زیادہ سے زیادہ اور بطریق احسن پوری ہو سکیں۔ احتیاجات سے ہماری مراد یہاں وہ انسانی ضرورتیں ہیں جن کے حاصل کرنے کے لئے روپے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان احتیاجات کی بعض خصوصیات ہیں۔ مثلاً اُن کی حد بندی نہیں ہو سکتی' ایک حاجت کے پُورا ہونے کے بعد دوسری حاجت اُبھر آتی ہے' پھر ایک ہی ضرورت بار بار محسوس کی جاتی ہے مثلاً کھانا۔

حاجات اپنی اپنی اہمیت کی مناسبت سے آپس میں مقابلہ کرتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک انسان کے محدود وسائل سے اپنا حصّہ اخذ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ انسان اپنی ان احتیاجات کو پُورا کرنے کے لئے ہر دم سرگرمِ عمل ہے۔ اور یہی سرگرمی' عمل' جدوجہد' سعی وکوشش اور دوڑ دھوپ اقتصادیات کا نفسِ مضمون ہے۔

اقتصادیات کو باقاعدہ علم کا درجہ حاصل کئے ابھی کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی۔ آج جسے ہم "علم اقتصادیات" کا نام دیتے ہیں ایک لمبا عرصہ پہلے وہ علمِ سیاسیات کے مباحث کا ایک حصّہ تھا۔ اسی لئے اس علم پر ابتدائی کتابوں کے نام "پولیٹکل اکانومی" یعنی سیاسی اقتصاد رکھے گئے۔ اقتصادیات کو سب سے پہلے اور باقاعدہ منظم شکل میں ہمارے سامنے ایک انگریز معیشت دان آدم سمتھ (Adam Smith) نے ۱۷۷۶ء میں اپنی کتاب "دولتِ اقوام" میں پیش کیا۔ اس نے اقتصادیات کو "علمِ دولت" قرار دیا یعنی ایسا علم جو یہ بتائے کہ انسان دولت کس طرح کماتا ہے اور کس طرح خرچ کرتا ہے۔ آدم سمتھ کی تعریف اس وقت کے علماء میں مقبولیت حاصل نہ کر سکی بلکہ ان کی تنقید کا ہدف بن گئی۔ رسکن (Ruskin) اور کارلائل (Carlyle) جیسے علماء نے اقتصادیات کو "شیطانی علم" کا نام دیا کیونکہ اس کا مقصد صرف دولت کمانا اور خرچ کرنا تھا۔ بظاہر ایسے علم کو شیطانی کہنا درست ہی نظر آتا ہے کیونکہ دولت کا حصول اور اس کا خرچ انسان کو لالچی' خود غرض'

ظالم اور کنجوس بنا سکتا ہے۔ مگر علماء کی یہ تنقید اسلئے درست نہ تھی کہ اقتصادیات کا منشاء دولت کو بحیثیت دولت کے مطالعہ کرنا نہ تھا یہ تو ایک بے معنی سی بات بن جاتی ہے۔ آدم سمتھ کی کتاب "دولتِ اقوام" کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اس کے نزدیک اقتصادیات کو علم دولت قرار دینے کا یہ مقصد نہ تھا کہ انسان دولت کا دولت کی خاطر مطالعہ کرے۔ ظاہر ہے دولت کی مطلق کوئی حیثیت نہیں۔ دولت کی قدر و قیمت اس بناء پر ہے کہ اس سے انسانی حاجات و ضروریات کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ پس دولت اور انسانی فلاح باہم لازم و ملزوم ہیں اور انہیں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ جن علماء نے اقتصادیات کو ایک ایسا علم قرار دیا جس میں دولت کی پیدائش، خرچ، تبادلہ اور تقسیم کا مطالعہ کیا جاتا ہے انہیں "کلاسیکل معاشین" کہا جاتا ہے۔

انسان چونکہ تعبیر سے اتنا متاثر نہیں ہوتا جتنا اصل الفاظ سے اس لئے اقتصادیات سے شغف رکھنے والے علماء نے اس نوزائیدہ علم کی تعریف ایسے رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی کہ جس سے اقتصادیات کے فوائد کی عکاسی بھی ہو۔ ان علماء میں الفرڈ مارشل (Alfred Marshel) اور اے سی۔ پیگو (A. C. Pigou) کا نام سرِ فہرست ہے۔ ان علماء نے "مکتبِ فلاح و بہبود" کی بنیاد ڈالی۔ ان کے نزدیک اقتصادیات" انسان کے ان اعمال کا مطالعہ کرتی ہے جن کا تعلق زندگی کی روزمرہ ضروریات سے ہے۔ یہ علم ہمیں بتاتا ہے کہ انسان کس طرح دولت کماتا ہے اور کس طرح اُسے صرف کرتا ہے۔ یہ علم انسان کی انفرادی اور اجتماعی جدو جہد کے اس حصّہ کا تجزیہ کرتا ہے جس کا اس چیز سے گہرا تعلق ہے کہ (سماجی طور پر) خوشگوار اور پُرمسرت زندگی (جس کی ماہیت براہ راست یا بالواسطہ زر کے فیتہ پیمائش سے ناپی جا سکتی ہے[۵]) کے مادی لوازمات کس طرح حاصل کئے جاتے ہیں۔ گویا اقتصادیات میں ایک طرف تو دولت کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور دوسری طرف جو پہلی سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے خود انسانی حیات کے ایک حصّہ کا"[۶]

اس مکتبِ فکر نے اقتصادیات کے فوائد کو اپنی تعریف میں اُجاگر کیا اور دولت کے مطالعہ کے اصل مقصد کی نشاندہی کی جو انسانی فلاح و بہبود ہے۔

مگر" لندن سکول اف اکنامکس" کے پروفیسر رابنز نے اس تعریف سے اتفاق نہیں کیا۔ ان کا خیال یہ ہے کہ اگر ہم اقتصادیات کو واقعی ایک علم کے رنگ میں پیش کرنا چاہتے ہیں جو کہ حقائق کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرتا ہے تو ہمیں اپنے علم کو اخلاقیات کی چاشنی سے بچانا ہوگا۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اقتصادیات کی ایسی تعریف کی جائے جس میں ایک ہی پیمانے سے ہم اقتصادی مسائل کی جانچ پڑتال کر سکیں۔ اور ایسا کرتے وقت ہم اس بات کا خیال نہ رکھیں کہ آیا یہ مسئلہ انسان

۵؎ بحوالہ "اقتصادیات بہبود" (اکنامکس اوو ویلفیئر) از اے سی۔ پیگو۔

۶؎ بحوالہ اصول معاشیات از الفرڈ مارشل۔

کی مادی فلاح و بہبود سے بھی تعلق رکھتا ہے یا نہیں؟

چنانچہ اقتصادی مقاصد کے مختلف پہلوؤں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے پروفیسر رابنز نے ایک نئے انداز سے اقتصادیات کی تعریف ہمارے سامنے پیش کی۔ وہ لکھتا ہے:۔

"اقتصادیات انسان کے اس طرزِ عمل کا جائزہ لیتی ہے جو خواہشات کے بے شمار ہونے اور ذرائع کے محدود ہونے کی بنا پر اختیار کیا جاتا ہے جبکہ یہ ذرائع مختلف مقاصد کے لئے استعمال کئے جا سکتے ہیں[1]۔"

پروفیسر رابنز نے اپنی تعریف میں در اصل اقتصادی مسئلہ کی تعریف کی اور اس میں کیا شک ہے کہ اقتصادیات کا علم اقتصادی مسائل کے حل سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ جب ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ ایک اقتصادی مسئلہ کی کیا خصوصیات ہوتی ہیں تو اسکے ساتھ ہی ہمیں اقتصادیات کی ماہیت کا بھی علم ہو جائیگا۔ پروفیسر رابنز کی تعریف سے معاشی زندگی سے متعلق چار امور مترشح ہوتے ہیں:۔

اوّل۔ انسان کی خواہشات کی کوئی انتہا نہیں۔

دوم۔ انسان کے نزدیک ہر خواہش کی اپنی ایک انفرادی حیثیت ہے اور اسی لحاظ سے اس کا اہم یا کم اہم ہونا۔

سوم۔ انسانی خواہشات کو پورا کرنے کے ذرائع محدود ہیں۔

چہارم۔ ان ذرائع کے کئی متبادل استعمال ہیں۔

پس جہاں بھی ہمیں یہ چار شرائط نظر آئیں گی، وہاں لازمی طور پر اقتصادی مشکلات بھی پیدا ہوں گی۔ اقتصادیات کا علم ان مشکلات کو حل کرنے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

علم اقتصادیات کی مندرجہ بالا تینوں تشریحوں کو اگر غیر جانبدارانہ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ ایک دوسری کو مکمل کرنے کا کام دے رہی ہیں۔

اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ ہم اقتصادیات میں دولت کی پیدائش، اس کے صرف، تبادلہ اور تقسیم کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ مطالعہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ انسان کی فلاح و بہبود میں اضافہ ہو سکے اور یہ بات بھی بلاشبہ درست ہے کہ کوئی علم اس وقت تک صحیح معنوں میں ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ ہم اسے اخلاقی تعصبات سے بالا نہ رکھیں۔ پس جہاں رابنز نے اقتصادیات کے مطالعہ کو ہم آہنگی اور جامعیت دی وہاں الفرڈ مارشل نے اقتصادی مطالعہ کے مقاصد کو اجاگر کیا اور آدم سمتھ نے سچ سچ کہہ دیا کہ اقتصادیات دولت کے اسباب اور اس کی ماہیت معلوم کرنا چاہتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آپ اقتصادی حیات کی اس دکھتی رگ کا علاج اس

---

[1] دیکھئے رابنز کی کتاب "علم اقتصادیات کی ماہیت و اہمیت" (Neture & Signipiecanie of Ecnamio Sciance)

وقت تک نہیں کر سکتے جب تک آپ کو اس کی ماہیت اور اسباب کا علم نہ ہو۔

اس بحث سے یہ بات معلوم کرنی آسان ہو جانی چاہیئے کہ ہم اقتصادیات میں کسی چیز کا مطالعہ کیوں اور کس نقطۂ نظر سے کرتے ہیں۔

اقتصادیات میں ہم مختلف اشیاء و خدمات کی رسد اور طلب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ پھر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ کاروبار جو ان اشیاء و خدمات کو مہیا کر رہے ہیں، ان کے کیا مسائل ہیں اور وہ ان مسائل سے کس طرح بطریق احسن عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ رسد اور طلب کے پیچھے کونسی قوتیں کارفرما ہیں اور وہ کس طرح عمل پیدائش کو متاثر کرتی ہیں۔ منڈی میں اشیاء کی قیمتیں کیونکر متعین ہوتی ہیں مختلف لوگ باہم اشیاء کا تبادلہ کن اصولوں پر کرتے ہیں۔ اس تمام کھیل میں زر کیا کام سرانجام دیتا ہے، زراعت اور صنعت کا کیا کردار ہے، تجارت کی کیا حیثیت ہے۔

جدید اقتصادیات میں ہم پیدائش دولت کے ضمن میں طلب و رسد کے حالات، کاروبار کے مسائل، عاملین پیدائش ـــــ زمین، محنت، سرمایہ اور تنظیم کے حالات اور ان کے معاوضات یعنی لگان، اجرت، سود اور منافع اور منڈی میں عام اشیاء و خدمات کی قیمتوں کے تعین کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تبادلۂ دولت کے ضمن میں ملکی اور بین الاقوامی تجارت اور ان اداروں کا مطالعہ کرتے ہیں جو اس میں معاون ثابت ہوں۔ مثلاً بینک، زرِ مبادلہ اور سٹاک ایکسچینج مارکیٹ وغیرہ۔

صرفِ دولت کے ضمن میں ہم صارف کے مسائل کا مطالعہ کرتے ہیں اور فی کس آمدنی کی سطح بڑھانے کے ذرائع سوچتے ہیں۔ اس بارے میں قومی آمدنی کے مختلف مسائل کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

تقسیمِ دولت کے ضمن میں سرکاری آمدنی اور سرکاری اخراجات کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کیا جاتا ہے حکومت کس طرح آمدنی حاصل کرتی ہے اور کس طرح خرچ کرتی ہے۔ ٹیکس کن لوگوں پر لگائے جاتے ہیں اور کن اصولوں پر، اور ان کی آمدنی کن لوگوں پر اور کن اصولوں کے تحت خرچ کی جاتی ہے۔ اسی ضمن میں منصوبہ بندی بھی آتی ہے کہ ملک کے کن حصوں میں تقسیم دولت میں عدم مساوات ہے لیکن معیشت کے کون سے شعبے ترقی چاہتے ہیں اور یہ عدم مساوات اور پسماندگی کس طرح دُور کی جائے وغیرہ۔

معاشیات بھی دوسرے علوم کی طرح فنی پہلو رکھتی ہے اور اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ آج کوئی ملک ماہرین معاشیات کی مدد کے بغیر اقتصادی ترقی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ معاشیات کے عملی پہلو میں ہم مختلف اقتصادی نظاموں کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لیکر اقتصادی پالیسی وضع کرتے ہیں۔ مثلاً پاکستان کے اقتصادی نظام کا مطالعہ کر کے قومی اقتصادی پالیسی کی تشکیل ہو سکتی ہے اور اس طرح ہم پاکستان کے اقتصادی مسائل کا حل پیش کر سکتے ہیں ٭

ادبیات

م-ش-ق

عربی زبان و ادب کا نامور ادیب ۔ ابو عثمان جاحظ

ادارہ نے فیصلہ کیا ہے کہ خدام کی معلومات میں اضافہ کے لئے ہر ماہ کسی قدیم عالم کے حالات بیان کئے جایا کریں۔ اس سلسلہ میں پہلے حضرت حسان بن ثابتؓ کے حالات پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ زیرِ نظر شمارہ میں ابو عثمان جاحظ کے بارے میں مختصر معلومات پیش کی جارہی ہیں ــــــ (ادارہ)

ابو عثمان جاحظ عربی زبان و ادب کا صاحب طرز ادیب اور نامور انشاپرداز اور بہت سی کتابوں کا مصنف تھا۔ اس کی کتابیں عربی زبان میں لازوال شہرت رکھتی ہیں۔

جاحظ کا نام عمرو تھا۔ ابو عثمان کنیت تھی اور جاحظ لقب تھا۔

اس کی دونوں آنکھیں اٹھی اور ابھری ہوئی تھیں۔ عربی میں ایسے شخص کو جاحظ العینین کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا لقب جاحظ پڑ گیا۔ جاحظ بدصورتی کے لئے مشہور تھا۔ وہ خود بیان کرتا ہے کہ "ایک مرتبہ عباسی خلیفہ متوکل نے مجھے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے بلایا مگر جب میری بھیانک اور کریہہ صورت دیکھی تو مجھے انعام و اکرام دیکر رخصت کر دیا۔"

اس کی بدصورتی اور بدشکلی کے بارہ میں عربی کتب میں ایک بہت دلچسپ لطیفہ آتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک عورت جاحظ کو ایک مصور کی دکان پر لے گئی اور اُسے کہنے لگی کہ اسی طرح بنا دو۔ یہ کہہ کر واپس چلی گئی۔ جاحظ حیرانی کے عالم میں مصور سے پوچھنے لگا کہ بھئی کیا ماجرا ہے؟ یہ عورت کیا کہہ گئی ہے، اس کے کہنے کا مقصد کیا تھا؟ مصور کہنے لگا کہ اس عورت نے مجھ سے شیطان کی تصویر بنانے کی فرمائش کی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نے تو اسے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ اس کی تصویر کیسے بنا دوں اس پر اُس نے تم کو لا کر تمہاری صورت دکھا دی۔

جاحظ ۱۵۵ھ بصرہ میں پیدا ہوا اور وہیں نشو و نما پائی۔ اس زمانے میں یہ شہر علماء و فضلا کا بہت بڑا مرکز تھا۔

جاحظ خاندانی اعتبار سے ممتاز شخصیت کا مالک نہیں تھا۔ اس کا دادا اونٹ چرایا کرتا تھا اور یہ خود بھی کچھ عرصہ یہ کام کرتا رہا۔ اسی طرح کچھ عرصہ روٹی اور مچھلیاں بھی بیچا کرتا تھا۔

لیکن علم وفضل کو خاندانی شرافت و نجابت سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلامی تاریخ کے اوراق میں ہمیں ایسی ایسی مایۂ ناز شخصیتیں نظر آتی ہیں جو مملوک اور غلام زادہ تھیں۔

جاحظ کا فضل وکمال اور اس کی شہرت وناموری بھی اس کی فطری استعداد، قابلیت، ذہانت اور شوق ومحنت کا نتیجہ تھی۔

جاحظ علم وفن کا دلدادہ تھا۔ اس کا تمام وقت کتابوں کے مطالعہ میں صرف ہوتا۔ اس کی علمی حرص کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی مالی پریشانیاں بھی اسے تحصیلِ علم سے روک نہ سکیں۔ اس بارہ میں مشہور مصری عالم احمد امین نے اپنی کتاب ضحی الاسلام میں لکھا ہے:-

"عہد عباسی کے نوجوانوں میں جاحظ کی طرح شاید ہی کسی نے علم حاصل کیا ہو۔ وہ معاشی پریشانیوں میں گھرا ہوا تھا۔ اس کے بارہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ لوگوں نے اُسے سیحان نامی نہر میں روٹی اور مچھلی فروخت کر کے گزراوقات کرتے دیکھا تھا لیکن اس دوران میں بھی وہ ہر طبقہ وخیال کے علماء سے ملتا اور ان سے استفادہ کرتا رہا۔"

اس کے بارہ میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ جو بھی کتاب لگتی اسے اوّل سے آخر تک پڑھ ڈالتا۔ اور اس کے شوقِ مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ کتب فروشوں کی دکانیں کرایہ پر لے لیتا اور ساری رات وہیں بیٹھا مطالعہ کرتا رہتا۔ اسے مطالعہ اور کتب بینی کا ایسا چسکا پڑ گیا تھا کہ آخر عمر میں جب کمزوری غالب تھی اور ضعف پیری حد سے بڑھ گیا تھا اُس وقت بھی کتابوں کا مطالعہ جاری تھا۔

جاحظ نے ہر موضوع اور ہر فن میں طبع آزمائی کی ہے۔ شعروادب، انشا وبلاغت، نحو اور لغت کے ساتھ ساتھ فلسفہ وکلام اور تاریخ وجغرافیہ پر بھی بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔

وہ ایسے زمانہ میں پیدا ہوا جب کہ علم وفن اپنے عروج پر تھا۔ عباسی خلفاء کی علم پروری اور ادب نوازی کی وجہ سے مختلف قوموں اور ملکوں کے علوم وفنون سے عربی زبان مالا مال ہو رہی تھی اسلئے جاحظ نے نہ صرف عربی تہذیب وتمدن کا مطالعہ کیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ایرانی، ہندوستانی اور یونانی تہذیب وثقافت سے بھی پوری پوری واقفیت حاصل کی۔ اگرچہ وہ مختلف علوم وفنون میں صاحبِ کمال تھا لیکن خاص طور پر نحو، لغت، ادب، انشاء اور علم کلام میں یگانۂ روزگار تھا۔

جاحظ ایک حکیم اور دانا انسان بھی تھا۔ اکثر بڑی سنجیدگی اور حکمت کی باتیں کرتا تھا۔ اس کے بہت سے حکیمانہ مقولے اس کی کتب میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ وہ کہتا ہے:-

"احذر من تأمن فانك حذر ممّن تخاف۔"

یعنی جس سے تم کو اطمینان ہو اس سے چوکنے رہو کیونکہ جس سے تمہیں خوف

ہوتا ہے اس سے تو تم ہشیار رہتے ہی ہو"
ایک مرتبہ اس نے کہا کہ جب کسی سے یہ بات سنو کہ
ما ترک الاول للاخر شیئًا یعنی پہلوں نے اپنے
بعد آنے والوں کے لئے کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی تو
سمجھ لو کہ ایسا شخص کام کرنا اور کامیابی حاصل کرنا نہیں
چاہتا۔

یموت بن مرزع جاحظ سے روایت کرتے ہیں :-

"..... انسان جری ہو مگر شوخ و
بے شرم نہیں ہونا چاہیئے۔ باتونی ہو مگر
بکواس نہ کرتا ہو، باوقار اور خاموش
ہو مگر بات کرنے میں عاجز و درماندہ نہ
ہو۔ حلیم ہو مگر بردباری ذلت کی حد تک
نہ پہنچے۔ انتقام لے مگر ظالم نہ بن جائے۔
سنجیدہ ہو مگر بلید نہ بن جائے۔ ناقد
و مبصر ہو لیکن کسی چیز کے پرکھنے میں
خطا کار نہ ہو۔ پھر جاحظ نے کہا ان
تمام باتوں کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک مختصر مگر جامع اور
بلیغ فقرہ میں کس خوبی کے ساتھ سمیٹ
دیا کہ "خیر الامور اوسطہا" اس
سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو جوامع الکلم،
فصل الخطاب اور اظہار بیان کا علم
عطا کیا گیا تھا۔"

جاحظ بڑا خوش طبع واقع ہوا تھا۔ اکثر ظرافت اور
دلچسپی کی باتیں کیا کرتا تھا۔ اپنی ذہانت کی بدولت عام
باتوں میں بھی لطف و ندرت پیدا کر دیتا تھا۔ اس کی تحریر
میں ایسی دلآویزی اور دلکشی ہے کہ پڑھنے والا کہیں بھی
اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔

مسعودی لکھتا ہے کہ جاحظ کو پڑھنے والے کی
اکتاہٹ اور سننے والے کی بیزاری کا احساس ہوتا ہے
تو وہ سنجیدگی کی باتیں چھوڑ کر مذاق اور حکمت و تدبیر کی
بجائے انوکھی اور دلچسپ باتیں کرتا ہے۔

جاحظ طبعاً نیک سیرت اور عادات و اخلاق میں
بلند تھا۔ ہر شخص سے خندہ پیشانی سے پیش آتا۔ اس کی
مجلس بڑی دلچسپ ہوتی تھی اور وہ نہایت خوش مذاق
اور شیریں سخن تھا۔

جاحظ نے بڑی لمبی عمر پائی۔ آخر عمر میں فالج ہو گیا
تھا۔ علامہ مُبرد کہتے ہیں کہ آخر عمر میں جب جاحظ بہت
بیمار تھا تو میں اس کی عیادت کے لئے گیا۔ کہنے لگا ایسے
شخص کا کیا حال پوچھتے ہو جس کا نصف جسم اس طرح مفلوج
ہو گیا ہے کہ اگر اسے آرے سے چیر دیا جائے اور قینچیوں
سے کاٹ دیا جائے تو بھی اس کو اس کا احساس نہ ہو گا۔ جسم
کے دوسرے نصف حصہ میں اس قدر تکلیف اور درد ہے کہ
اگر مکھی بھی اس کے قریب سے گزر جاتی ہے تو اس کو اذیت
محسوس ہونے لگتی ہے۔ اس حالت میں اکثر یہ اشعار پڑھا
کرتا تھا ؎

اترجو ان تکون وانت شیخ
کما قد کنت ایام الشباب
لقد کذبتک نفسک لیس ثوب
دریس کالجدید من الثیاب

یعنی کیا تم بڑھاپے کے عالم میں بھی
اس امر کی توقع کرتے ہو کہ تم جوانی
کی طرح تندرست و توانا ہو جاؤ گے۔
ہرگز نہیں۔ تمہارا نفس تمہیں فریب
دیتا ہے، پُرانا کپڑا نئے کپڑے کی طرح
نہیں ہو سکتا۔

آخر عمر میں ایک مرتبہ عباسی خلیفہ متوکل نے اسے بصرہ بُلانا چاہا تو جاحظ نے کہلا بھیجا۔ امیر المومنین ایسے بے کار شخص کو کیا کریں گے جس کی کمر جھک گئی ہے اور مُنہ سے لعاب جاری رہتا ہے، عقل میں فتور آ گیا ہے اور رنگ تبدیل ہو چکا ہے۔

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے اس تکلیف کے عالم میں بھی اس کے مطالعہ کے شوق میں کمی نہ آئی اور مطالعۂ کتب میں مصروف رہتا تھا۔ مگر جس قدر یہ کتابوں کا دالہ و شیدا تھا کتابیں اس پر اتنی مہربان نہ تھیں۔ ایک دن شدید بیماری کی حالت میں اپنے اردگرد کتابوں کی دیوار چُن کر درمیان میں بیٹھا مطالعہ میں مصروف تھا کہ کتابیں اُلٹ کر اس پر آ پڑیں اور اسی عالم میں اس کی موت واقع ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

نوٹ:۔ اس مضمون کی تیاری میں جناب مولوی ضیاء الدین صاحب اصلاحی کے ایک مفصل مضمون سے بہت استفادہ کیا گیا۔ (م۔ ش۔ ق)

لطف الرحمٰن محمود
ایم۔اے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف

(قسط چہارم)

۴۵۔ ہدایاتِ زرّیں برائے احمدی مبلّغین

۲۶ جنوری ۱۹۲۱ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضنے مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ میں ایک تقریر فرمائی جس میں مبلّغینِ سلسلہ کو نہایت قیمتی نصائح فرمائیں۔ یہ پوری تقریر حضرت میر قاسم علی صاحب رضنے "ہدایاتِ زرّیں" کے نام سے شائع کر دی تھی۔

۴۶۔ آئینۂ صداقت

سائز ۸/۲۰×۲۶ صفحات ۲۰۴۔ یہ اہم کتاب دسمبر ۱۹۲۱ء میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رض نے مولوی محمد علی صاحب کی کتاب "The Split" سے پیدا ہو سکنے والی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے تحریر فرمائی۔ حضور رض نے اس کتاب میں اختلافاتِ سلسلہ کی تاریخ کے صحیح حالات پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اس کتاب کا اختتام حضور رض نے ان الفاظ پر کیا ہے:۔

"احمدیت ...... خدا کا قائم کیا ہوا پودا ہے اس کو کوئی اکھاڑ نہیں سکتا۔ خلافت اس کا لگایا ہوا درخت ہے اس کو کوئی کاٹ نہیں سکتا۔ اس عاجز اور ناتواں وجود کو اس نے اپنے فضل و احسان سے اس مقام پر کھڑا کیا ہے کوئی اس کے کام میں روک نہیں ہو سکتا۔"

(ص ۲۰۲)

اس کتاب کا انگریزی ترجمہ The Truth about Split کے نام سے ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا تھا۔ اب حال ہی میں وکالتِ تبشیر تحریک جدید نے اسے دوسری مرتبہ شائع کیا ہے۔

۴۷۔ دعوتِ علماء

یہ مختصر سا کتابچہ اُن علماء اسلام کو دعوتِ حق دینے کے لئے حضور رض نے تحریر فرمایا جو قادیان میں غیر احمدی اصحاب کے جلسہ میں شرکت کے لئے بیرونی مقامات سے آئے تھے۔

۲۵ مارچ ۱۹۲۲ء کو شائع ہوا۔ جہازی سائز کے ۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۸- قول الحق

یہ کتاب حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اُس تقریر پر مشتمل ہے جو حضور رضؓ نے ۱۳؍اپریل ۱۹۲۴ء کو قادیان میں غیر از جماعت اصحاب کے جلسے میں احمدیت پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے مسجد اقصیٰ قادیان میں ارشاد فرمائی تھی۔ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵؍اپریل ۱۹۲۴ء بھی اسی کتاب میں شامل ہے۔ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۹- اساس الاتحاد

مسلم لیگ کے اجلاس کی تقریب پر مسلمانانِ ہند کی سیاسی رہنمائی کے لئے حضور رضؓ نے یہ پُر معز رسالہ رقم فرمایا۔ حضور رضؓ نے اس رسالے میں گرانقدر مشورے دیئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں پائیدار اتحاد قائم ہو سکتا ہے۔ کتابچہ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ مولانا محمد علی جوہر کے برادرِ اکبر مولانا ذوالفقار علی خان صاحب گوہر (ناظر امور عامہ قادیان) نے ۲۲؍جون ۱۹۲۴ء کو قادیان سے شائع کیا۔

۵۰- ایک سیاسی لیکچر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کا یہ معرکۃ الآراء لیکچر ڈیچ ہال لندن میں ۶؍ستمبر ۱۹۲۴ء کو پڑھا گیا۔ حضور رضؓ نے اس میں ہندوستان کے حالاتِ حاضرہ کا نہایت فاضلانہ تجزیہ فرمایا۔ نیز اس برصغیر کے مختلف طبقات میں اتحاد پیدا کرنے کے ذرائع پر عالمانہ انداز سے بھرپور روشنی ڈالی۔ کتابی شکل میں اس گرانقدر لیکچر کو فخر الدین ملتانی مہتمم احمدیہ کتاب گھر نے نومبر ۱۹۲۴ء میں شائع کیا۔ یہ لیکچر ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

۵۱- احمدیت یعنی حقیقی اسلام

یہ کتاب ۱۹۲۴ء میں حضور رضؓ نے لندن کی ویمبلے کانفرنس —— ("CONVENTION OF LIVING RELIGIONS OF THE EMPIRE") کے لئے تحریر فرمائی۔ اس میں حضور رضؓ نے اسلام کی بنیادی تعلیمات کو پیش فرمایا ہے اور ان کی فضیلت ثابت فرمائی ہے۔ نیز سلسلہ احمدیہ کا ۱۹۲۴ء تک کا مکمل تعارف بھی پیش فرمایا ہے۔ وقت کی تنگی کے پیشِ نظر اس کانفرنس میں اس ضخیم کتاب کا خلاصہ پیش کیا گیا جو "مجمع البحرین" نامی کتاب میں شریک اشاعت ہے۔ یہ مضمون "سلسلہ احمدیہ" کے عنوان سے ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں دوسرا مضمون حضرت حافظ روشن علی صاحب رضؓ کا ہے جس میں اسلامی تصوف پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اصل کتاب ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۲۷۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ نومبر ۱۹۲۴ء میں ناظم بکڈپو تالیف واشاعت قادیان نے شائع کی۔

۵۲- پیارا نبی

یہ وہ بلند پایہ مضمون ہے جو ۲۰ر دسمبر ۱۹۲۴ء کو لندن میں نوجوانوں کے ایک مجمع میں بزبان انگریزی سنایا گیا۔ اس میں حضورؓ نے سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈال کر حضورؐ کے مناقبِ عالیہ کو واضح کیا ہے۔ کتابچہ ۲۰×۳۰/۸ سائز کے ۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

۵۳- سیرت حضرت مسیح موعودؑ

حضورؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے متعدد پہلوؤں پر دلکش انداز سے روشنی ڈالی ہے۔ محمد یامین اینڈ سنز نے فروری ۱۹۲۵ء میں اسے کتابی شکل میں شائع کیا۔ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

۵۴- آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام پر ایک نظر

اس کتابچے میں حضورؓ نے امرتسر میں منعقد ہونے والی آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام کا تجزیہ فرمایا ہے۔ اس کتابچے میں مسلم بنک، تحفظ مساجد و اوقاف، ہندو مسلم مناقشات، مسئلہ تعلیم و تجارت اسلامی تعلیم کی ضرورت، اسلامی تمدن کی حفاظت، تعلیم نسواں، مسلم چیمبر آف کامرس وغیرہ متعدد گرانقدر مشورے دیئے۔ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ ناظر صاحب امور عامہ قادیان نے ۱۶ر جولائی ۱۹۲۵ء کو شائع کیا۔

۵۵- پہاڑی وعظ

یہ کتابچہ ۲۲×۲۹/۳۲ سائز کے ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ ڈلہوزی میں ایک پادری سے حضورؓ کو گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ اس ملاقات میں حضورؓ نے تثلیث وغیرہ کو ردّ کر کے اسلام کے محاسن بیان فرمائے۔ کتابی شکل میں محمد یامین اینڈ سنز قادیان نے ۱۹۲۵ء میں شائع کیا۔

۵۶- ہستی باری تعالیٰ

حضورؓ نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۱ء کے موقع پر یہ تقریر ارشاد فرمائی تھی۔ اس ایمان افروز تقریر میں حضورؓ نے اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بعض ناقابلِ تردید دلائل بیان فرمائے ہیں۔ کتابی شکل میں یہ ٹھوس کتاب دسمبر ۱۹۲۵ء میں شائقین کے ہاتھوں میں پہنچی اور ازدیادِ ایمان کا باعث ہوئی۔ موضوع پر بہترین کتاب ہے۔ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۲۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

۵۷- منہاج الطالبین

یہ کتاب اُن دو تقاریر کا مجموعہ ہے جو حضور رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۵ء کے موقع پر ۲۷ اور ۲۸ر دسمبر کو ارشاد فرمائیں۔ پہلا ایڈیشن ۱۹۲۶ء میں بکڈپو تالیف و اشاعت کی طرف سے شائع ہوا۔ کتاب ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے ابتدائی ۲۱ صفحات سلسلہ احمدیہ کی تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ باقی صفحات میں اس سوال سے بحث کی گئی ہے کہ وہ کون سے ذرائع ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے اور اس کے نفس میں نیکیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور وہ فلاح پا جاتا ہے۔

۵۸- گوشت خوری

حضورؓ کا ایک مضمون ہے جو دسمبر ۱۹۲۶ء میں حافظ

مبین الحق محمد یامین صاحب نے قادیان سے شائع کیا۔ ۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

۵۹۔ دعوۃ الامیر

امیر امان اللہ خان والیٔ افغانستان کو احمدیت کی صداقت سے آگاہ کرنے کے لئے حضورؓ نے اس کتاب کو مکتوب کی شکل میں تحریر فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے حضورؓ نے ہر قسم کے دلائل بیان فرمائے ہیں۔ تبلیغ احمدیت کے لئے بہترین کتابوں میں سے ایک ہے۔ ناظم بکڈپو صیغہ دعوۃ و تبلیغ نے قادیان سے ۱۹۲۶ء میں پہلی مرتبہ شائع کیا۔ $\frac{20 \times 26}{8}$ سائز کے ۲۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کا فارسی ترجمہ بھی کتابی شکل میں شائع ہوا۔

۶۰۔ مذہب اور سائنس

یہ کتاب حضورؓ کی اس معرکۃ الآراء تقریر پر مشتمل ہے جو حضورؓ نے ۳ مارچ ۱۹۲۷ء کو حبیبیہ ہال لاہور میں ارشاد فرمائی۔ اس جلسے کی صدارت کے فرائض سر عبد القادر نے ادا کئے۔ حضورؓ نے اس عالمانہ لیکچر میں مخالفین اسلام کے اس بے بنیاد اعتراض کا رد کیا کہ اسلام اور سائنس میں کوئی تطابق نہیں۔ حضورؓ نے ٹھوس دلائل اور براہین سے ثابت فرمایا ہے کہ اسلام ہی ایسا واحد مذہب ہے جو موجودہ سائنس کا مصداق و مصدق ہے۔ بلکہ اس سائنس کے بعض نقائص کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ اس ضمن میں حضورؓ نے اسلام کے بعض فضائل بھی بیان فرمائے ہیں۔ کتاب گھر قادیان نے پہلی مرتبہ شائع کی +

۶۱۔ حق الیقین در ہفوات المسلمین

سائز $\frac{20 \times 26}{6}$ یہ کتاب حضورؓ نے ۱۹۲۶ء میں "ہفوات المسلمین" نامی کتاب کے جواب میں تحریر فرمائی۔ اس کتاب میں حضورؓ نے مخالفین اسلام کے احادیث پر اعتراضات کے جواب اور احادیث کے فوائد میں نہایت ہی اعلیٰ معلومات جمع فرما دی ہیں۔

۶۲۔ ہندو مسلم فسادات، ان کا علاج اور مسلمانوں کا آئندہ طریق عمل

مارچ ۱۹۲۷ء میں حضورؓ لاہور تشریف لے گئے جہاں حضورؓ کی دو تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر ۶ مارچ ۱۹۲۷ء کو خانبہادر سر محمد شفیع کے سی۔ ایس۔ آئی کی صدارت میں بریڈ لا ہال میں ہوئی۔ اس تقریر میں حضورؓ نے ہندو مسلم فسادات کا جائزہ لیا ہے اور اس سلسلہ میں حکومت اور رعایا دونوں کو بیش قیمت نصائح فرمائیں۔ اس تقریر نے پورے ہندوستان میں ہلچل پیدا کر دی اور ہندو مسلم پریس میں اس تقریر کا بہت چرچا ہوا۔ اخبار تنظیم امرتسر نے لکھا۔

"امیر جماعت احمدیہ قادیان نے بریڈلا ہال لاہور میں ہندو مسلم فسادات کے اسباب و علاج اور مسلمانوں کے آئندہ طرز عمل پر ایک اہم تقریر کی ہے ....آپ نے ہندوؤں اور مسلمانوں سے مذہبی اور سیاسی رواداری اور احترام باہمی کی اپیل کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں متحد ہو جانا چاہئیے ورنہ ان کے لئے اپنا وجود قائم رکھنا بھی دشوار ہو جائیگا۔ آپ کی تجویز ہے کہ مسلمان سیاسی اتحاد کو پیش نظر رکھیں اور ان تمام فرقوں کو مسلمان سمجھ لیں جو اسلام کے دعویدار ہیں اور جنہیں غیر مسلم مسلمان کہتے ہیں..." (باقی)

محمد سمیع طاہر۔ ٹی آئی کالج ربوہ

اُردو زبان اور جماعت احمدیہ

اُردو ہماری قومی زبان ہے اس کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں عہد رفتہ میں جو کچھ کیا گیا وہ اپنی جگہ مسلّم ہے لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اُردو کی ترقی کا ایک بہت بڑا حصہ جماعت احمدیہ کا رہین منت ہے۔ جماعت کا اُردو لٹریچر نہ صرف اسلام و احمدیت کی صداقت کے دلائل و براہین کا سرمایہ ہے بلکہ اردو ادب کا بھی بیش بہا خزانہ ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب (جن میں ساٹھ سے زائد اردو میں ہیں) اپنے اندر جہاں عرفان و معرفت کے موتی لئے ہوئے ہیں وہاں لطیف تشبیہات اور نازک استعارے اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان کا لکھنے والا علمی و ادبی اعتبار سے بھی اعلیٰ مقام رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اپنی سب سے پہلی کتاب "براہین احمدیہ" تحریر فرمائی تو سارے ہندوستان میں اس کا چرچا ہوا اور یہ بات تسلیم کی گئی کہ اسلام کی صداقت میں اتنی شاندار کتاب گزشتہ تیرہ سو برس میں نہیں لکھی گئی۔ اور یہ وہ زمانہ تھا جب اردو زبان میں اعلیٰ درجے کی کتابیں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی تھیں اور اگر کچھ کتابیں تھیں تو وہ فورٹ ولیم کالج کی مرہون منت تھیں۔ قصہ باغ و بہار ایسی کتابیں دیکھنے میں آتی تھیں مگر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسی زبان میں علمی مضامین باندھے کہ اگر انہیں فرقہ وارانہ تعصب سے علیحدہ ہو کر دیکھا جائے تو قاری تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

آپ کی تحریر میں اتنی چاشنی اور اتنی مٹھاس ہے کہ اس سے پیدا شدہ احساسات لطیفہ کو احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ آپ کی کتابیں آج بھی اسی ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہیں جس طرح آج سے ستر اسی سال پہلے پڑھی جاتی تھیں اور آپ کا اسلوب تحریر اجنبی محسوس نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی اردو نوازی کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ نے بھی اپنے قیمتی جواہر پاروں سے اس زبان کو مالا مال کیا اور اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی بے شمار کتابیں اور تقریریں اُردو ادب کا قیمتی سرمایہ ہیں اور اردو زبان آپ کے احسانات کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ حضرت مصلح موعودؓ کو ابتداء ہی سے اُردو کی ترقی و اشاعت سے خاص دلچسپی رہی ہے۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً آپ نے اردو کے مختلف رسائل کے لئے بلند پایہ، پُرمغز اور ٹھوس مقالے تحریر فرمائے۔

جب اُردو ادب سے محبت کرنے والے طبقہ نے "اُدبی دنیا" کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا تو آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود "ادبی دنیا" کو اپنی گرانبہا نگارشات سے نوازا۔

جب آپ کے مضامین مختلف رسائل میں شائع

ہوتے تو اکثر آپ کا تعارف بھی شائع کیا جاتا۔ ایک دفعہ مولانا تاجور نجیب آبادی نے (جو ادبی دنیا کے ایڈیٹر تھے) اپنے ادارتی نوٹ میں تحریر فرمایا:۔

"حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
امام جماعت احمدیہ کی توجہات بیکراں
کا میں سپاس گزار ہوں کہ وہ ادبی دنیا
کی مشکلات میں ہماری عملی امداد فرماتے
ہیں۔ میں نے ان کی جناب میں نہ کوئی
امداد کی درخواست کی تھی نہ مجھے احمدی
ہونے کا شرف حاصل ہے اور نہ
"ادبی دنیا" کوئی مذہبی پرچہ ہے۔ مگر
حضرت مرزا صاحب اپنی عزیز مصروفیتوں
میں سے بھی وقت نکال لیتے ہیں۔ ملکی
زبان و ادب سے جناب موصوف کا
یہ اعتنا ان علماء کے لئے قابل توجہ
ہے جو اردو زبان کی خدمت تضیع
اوقات سمجھتے ہیں۔" (ادبی دنیا مارچ ۱۹۳۱ء)

غرض حضرت مسیح موعودؑ کی طرح حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ اور حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اپنا رشتہ اردو ادب سے استوار رکھا اور آپ کے جانشین اور دیگر متبعین بھی آپ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور اس طرح اُردو ادب کی بیش بہا خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی اُردو کی ترویج و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے۔ ہمارے مبلغین جہاں بھی جاتے ہیں نہ صرف اردو کے ساتھ رابطہ قائم رکھتے ہیں بلکہ اس کی ترقی و اشاعت کے لئے سرگرم عمل بھی رہتے ہیں۔ پھر ان کی سرگرمیاں صرف نثر تک ہی محدود نہیں بلکہ نظم کے میدان میں بھی جماعت احمدیہ نے قابل قدر کام کیا ہے۔ اسی لئے بیرونی ممالک میں شعر و سخن کی محفلوں میں احمدی مبلغین خاص طور پر مدعو ہوتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آج کا نوجوان طبقہ نثر کی نسبت نظم سے جلدی اثر قبول کرتا ہے۔ اسی بناء پر جماعت کی طرف سے سنجیدہ شاعری کو ایک ذریعہ تبلیغ بنا کر خدمت اسلام کا فریضہ ادا کیا جا رہا ہے۔ ع

"اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے"

ایک دفعہ ایک محفل مشاعرہ کو مخاطب کرتے ہوئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جید عالم محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے فرمایا:۔

"آج تبلیغ کے میدان میں جن ہتھیاروں
سے کام لیا جاتا ہے اور لیا جا سکتا ہے
ان میں ایک صنف نظم بھی ہے۔ آج
غیر احمدی شعراء جب احمدیت کی مخالفت
میں شعر کہتے ہیں تو ان کا منہ احمدی شعراء
اپنی شعلہ بیانی سے بند کر دیں تو یہ اسلام
کی ایک بہت بڑی خدمت ہو گی۔"

گویا منظوم کلام بھی تبلیغ کے لئے ایک مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ اثاثہ ادب میں ترقی کا موجب بنتا ہے۔

اس کے بارہ میں بیرونی ممالک میں احمدی مبلغین کی مساعی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی تبلیغی کاوشوں کے

باوصف جب غیر ممالک کے باشندے علمِ دین سیکھنے کے لئے پاکستان آتے ہیں تو اُن کے دل اُردو زبان کی محبت سے سرشار ہوتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے مذہبی اثاثہ کا ایک بہت بڑا حصّہ اُردو زبان میں ہے اور بیرونی ممالک کے نومسلم یہ چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جس زبان میں کتابیں تحریر فرمائی ہیں وہ اس زبان کو سیکھ کر خود ان کتابوں سے براہِ راست مستفیض ہوں۔ اس طرح جہاں جہاں احمدیت غیر ممالک میں ترقی کی راہوں پر گامزن ہے وہاں اُردو ادب بھی دم بدم ترقی پذیر ہے

اردو ادب کی ترقی صرف جماعت کے کسی خاص طبقہ سے مخصوص نہیں بلکہ ہر احمدی اپنے حلقہ احباب میں اردو کی خدمت کر رہا ہے۔ مثلاً ہمارے مختلف تعلیمی ادارہ جات اپنی قومی زبان کی افادیت کا پرچار کر رہے ہیں۔ ابھی گزشتہ دنوں تعلیم الاسلام کالج نے کل پاکستان اردو کانفرنس منعقد کی جس میں ملک کے چوٹی کے نقاد اور ادیب شریک ہوئے اور کالج کے اس اقدام کو بے حد سراہا۔ مثلاً

★ ملک کے نامور ادیب، شاعر اور نقاد جناب ڈاکٹر وزیر آغا نے فرمایا:۔

"اردو زبان کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں جو تحریکیں وجود میں آئیں وہ عام طور سے لاہور اور کراچی ایسے مراکز ہی سے وابستہ رہیں تعلیم الاسلام کالج نے اس اجارہ کو توڑا ہے اور اردو کانفرنس کے انعقاد سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ اب اردو کے لئے محبت اور اردو زبان کو قومی زبان کا درجہ دینے کی آرزو بڑے بڑے مراکز تک ہی محدود نہیں ہی"

★ جناب اختر حسین صدر انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی نے اپنے خصوصی پیغام میں فرمایا:۔

"مجھے یہ جان کر بے انتہا مسرت ہوئی ہے کہ آپ ربوہ میں کُل پاکستان اُردو کانفرنس منعقد کر رہے ہیں۔ اس قسم کے اجتماعات زبان و ادب کے حق میں بڑے مفید ثابت ہوتے ہیں۔"

★ جناب اشتیاق حسین قریشی وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی کراچی نے اپنے خصوصی پیغام میں تحریر فرمایا ہے:۔

"میرے لئے یہ امر باعثِ طمانیت ہے کہ مغربی پاکستان میں اپنی قومی زبان کی طرف سے بیداری بڑھتی جاتی ہے۔ آپ کی کانفرنس بھی اسی بیداری کی ایک علامت ہے۔"

غرض جماعتِ احمدیہ روزِ اوّل سے ہی اُردو کی خدمت کے لئے کمربستہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت اپنے ابتدائی ایام سے جس جذبہ اور خلوص سے اردو ادب کی خدمت کر رہی ہے اسے برقرار رکھا جائے اور اپنی مساعیٔ جمیلہ کو پہلے سے بھی تیز کر دیا جائے ✦

منور احمد صاحب قاسم ٹی۔ آئی کالج ربوہ

حضرت مختار مدظلہ کی محفل میں

کچھ روز ہوئے خاکسار اپنے تین دوستوں ظفر اللہ، مبشر شاہ اور فائز محی الدین کی معیت میں حضرت سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ حضرت حافظ صاحب مدظلہ، سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم بزرگ صحابی ہیں اور جماعتِ احمدیہ کے مانے ہوئے بلند پایہ جید عالم ہیں۔ پیرانہ سالی کے باعث آپ گھر سے باہر نہیں آسکتے لیکن عقیدتمندوں کا جمگھٹا ہر وقت آپ کے مکان پر موجود رہتا ہے۔

نماز جمعہ سے فارغ ہو کر ہم مسجد مبارک سے سیدھے حضرت حافظ صاحب کی قیامگاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اجازت حاصل کر کے جب ہم آپ کے کمرہ میں داخل ہوئے تو آپ حسبِ معمول بستر پر تکیہ سے ٹیک لگائے لیٹے ہوئے تھے۔ السلام علیکم کہتے ہوئے ہم نے باری باری آپ سے مصافحہ کیا اور آپ کے ارشاد پر آپ کی چارپائی کے برابر بچھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ حضرت حافظ صاحب نے مزاج پرسی کے بعد فرمایا۔

"آج آپ نے خطبہ میں کیا سنا؟"

ہم چاروں دوست ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور اشاروں ہی اشاروں میں ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے تم بتاؤ۔ لمحہ بھر کے توقف کے بعد حضرت حافظ صاحب نے خاکسار کی طرف نگاہ اٹھائی (کیونکہ میں ایسے رخ پر بیٹھا ہوا تھا کہ انہیں آسانی سے دکھائی دے سکتا تھا) ناچار مجھ ہی کو بولنا پڑا۔ لیکن پہلے ہی لفظ پر پکڑا گیا۔ کیونکہ وہ زباندان جس کے سامنے ہمارے اساتذہ کرام کی زبانیں بھی گُنگ ہو جاتی ہیں، اس کے حضور مجھ ایسے ناچیز کا لب کشائی کرنا کیسے ممکن تھا۔ سوئے قسمت کہ میں نے آغاز ہی غلط کیا۔ کہنا تھا مجھے شمس صاحب اور کہہ گیا میم کی شد کے ساتھ شمّس صاحب! حضرت نے فوراً ٹوک دیا۔ "بھائی! شمّس کوئی لفظ نہیں ہے۔ آپ غلط کیوں بول رہے ہیں؟ ہر زبان بولتے وقت قواعدِ زبان کو مدِنظر رکھیئے۔" میں گھبرا سا گیا، رنگ فق ہو گیا، حلق خشک ہوتا ہوا معلوم ہوا کہ اتنے میں حضرت حافظ صاحب کی آواز دوبارہ کانوں میں پڑی کہ "اصل تلفظ شمْس ہے" پھر فرمانے لگے "ہاں اب کہو۔" میں نے جو کچھ بھی ذہن میں آیا کہہ سنایا۔ میرا جسم کانپ رہا تھا، زبان لڑکھڑا رہی تھی اور یہ خیال دماغ میں چکر لگا رہا تھا کہ کہیں اب پھر نہ ٹوک دیا جاؤں۔ 'دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے' کے مثل میرا اس وقت حال تھا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ آخر تک اور کوئی غلطی نہیں ہوئی ورنہ آپ ضرور اصلاح فرما دیتے۔ خیر میں نے اپنا بیان جاری رکھا۔ جب ذرا دم لینے کے لئے رکتا تو فرماتے "ٹھیک ہی تو کہتے ہو۔" اس سے میری ہمت بڑھ جاتی اور میں ایک نئے جوش

کے ساتھ بولنے لگتا۔ مگر آواز تھرا رہی تھی۔ زبان مسلسل لڑکھڑا رہی تھی۔ جب میں سب کچھ (جو مجھے یاد تھا) کہہ چکا تو آپ نے فرمایا "کسی اور کو اگر کچھ مزید یاد ہو تو وہ سنائے۔ ان کو تو جتنا یاد تھا انہوں نے سنا دیا۔"

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر فائزہ نے ہمت کی، اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب سنانا شروع کیا جو حضورؑ نے جوانی کے عالم میں دیکھا تھا۔ چند فقرے بولے تھے کہ حضرت حافظ صاحب نے پکڑ لیا۔ فرمایا "لفظ 'کو' کا استعمال آپ بار بار کیوں کرتے ہیں؟ یہ مفعول کی علامت ہے اسے ہر جگہ کیا ضرور لگانا ہے؟" پھر فرمانے لگے "ہمارے لوگ زبان کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں مطلب تو ادا ہو ہی جاتا ہے۔ مگر وہ زبان کی خوبصورتی اور حسن کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ بڑے بڑے لوگ غلطیاں کرتے ہیں اور ایسی ایسی کہ حیرت بھی ہوتی ہے اور شرم بھی آتی ہے۔ بچے اساتذہ سے سیکھتے ہیں اور اساتذہ بھی تو یوں ہی پڑھے ہوئے ہوتے ہیں جنہیں تلفظ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔"

اسی اثنا میں بعض اور دوست بھی آ گئے۔ حضرت حافظ صاحب خاموش ہو گئے۔ جب وہ سب سلام اور مصافحہ کے بعد بیٹھ گئے تو حضرت نے اپنی بات کا سلسلہ قائم رکھتے ہوئے فرمایا "ہمارے یہاں بڑے بڑے علماء غلطیاں کر جاتے ہیں۔ تذکیر و تانیث اور واحد جمع کی غلطی، یہ تو عام ہے۔ فقرات بھی تو صحیح نہیں ہوتے۔ جب تک فقرات صحیح نہ ہوں تب تک مفہوم کیا واضح ہو گا؟ خاک؟" پھر آپ نے اس ضمن میں چند دلچسپ مثالیں پیش فرمائیں مثلاً فرمایا:۔

(۱) "ہمارے یہاں عوام کہتے ہیں 'یہ بچوں کا شربت ہے'۔ یہ چھوٹا سا فقرہ ہے۔ اس کا مطلب تو کہنے والے کے نزدیک یہ ہے کہ 'یہ شربت بچوں کے لئے ہے'۔ مگر فقرہ غلط ہے۔ اسلئے کہ اصلی مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ میں آپ کو چند مثالیں دوں گا۔ پھر آپ دیکھیں گے یہ فقرہ کیسا لغو ہے۔ "انگور کا شربت'، 'شہتوت کا شربت' اور اسی طرح 'انار کا شربت'۔ یہ سب کیا ظاہر کرتے ہیں؟ یہی کہ شربت انگور، شہتوت یا انار کو کوٹ کر بنایا گیا ہے۔ مگر 'بچوں کا شربت'! مطلب تو یہی سمجھ آتا ہے شاید یہ شربت بچوں کو کوٹ کر بنایا گیا ہو مگر قائل کا مقصد اس فقرہ سے یہ نہیں بلکہ وہ کہنا یہ چاہتا ہے کہ 'یہ شربت بچوں کیلئے ہے'۔"

(۲) "پھر یہ بھی کہہ دیتے ہیں 'علماء کو منگوا لیا جائے'۔ یہاں 'کو' اور 'منگوا' دونوں غلط استعمال ہوتے ہیں۔ یہ دونوں غیر ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً 'گھوڑا منگوا لیا جائے'۔ یہ تو ہوا درست فقرہ۔ مگر علماء تو گائیں بھینسیں نہیں ہیں جو انہیں بھی منگوا لیا جائے۔ بلکہ اس کی بجائے یہ ہونا چاہیئے 'علماء بلوا لئے جائیں'۔ یہ ہو تو ایک بات بھی ہے کیونکہ انسان بلوائے جاتے ہیں، منگوائے نہیں جاتے۔"

(۳) "ایک سادہ سا فقرہ ہے 'کتابوں کو اٹھوا لیا جائے'۔ یہاں 'کو' کا استعمال بالکل لغو ہے اور 'کتابوں' کے ساتھ 'لیا جائے' کا کوئی جوڑ ہی نہیں۔ 'کتابوں' جمع

ہے اور 'لیا جائے' واحد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہی فقرہ اگر یوں ہو 'کتابیں اُٹھوالی جائیں' تو صحیح ہے۔ اور 'کتابیں' کی جگہ 'کتابوں' کہنا بھی غلطی ہے۔''

(۴) پھر ''ہم عام طور پر کہہ دیتے ہیں 'آپ کس گاڑی سے آئے ہیں؟' یہاں 'سے' قطعاً نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اگر گاڑی کے ساتھ 'سے' کہنا درست ہے تو ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں 'آپ کس گھوڑے سے آئے ہیں؟' مگر نہیں۔ دونوں فقرے غلط ہیں۔ بلکہ 'آپ کس گاڑی پر آئے ہیں؟' کہنا درست ہے۔''

ہاں مجھے ایک بات اور یاد آگئی جب حافظ صاحب نے 'بچوں کا شربت' والا فقرہ غلط ثابت کیا تو محترم علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی جو حافظ صاحب کے پلنگ پر بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے ''حافظ صاحب! آپ کو یاد ہوگا قادیان کے قریب ایک سڑک کے کنارے ایک طرف لکھا ہوا تھا 'ہندوؤں کا پانی' اور دوسری طرف تھا 'مسلمانوں کا پانی'۔ اس پر سب کی ہنسی چھوٹ گئی۔ یہ گویا ایک قسم کا علمی لطیفہ تھا جس نے تھوڑی دیر کے لئے تفریح کا سامان مہیا کر دیا۔ حضرت حافظ صاحب اس انداز سے ہمیں اردو قواعد کے بارہ میں بتا رہے تھے کہ وہ مضمون جسے ہم سائنس کے طلباء خشک محض سمجھتے تھے وہی اب دلچسپ ترین معلوم ہو رہا تھا۔

اس کے بعد بعض دینی مسائل پر بحث شروع ہوئی اور حضرت حافظ صاحب نے وہاں بھی دفتر کھول دیئے۔ یہ مسائل بھی جنہیں عموماً لوگ ''بے مزہ مولویانہ باتیں'' سمجھتے ہیں یہاں آن کر بامزہ ہو گئے۔ ہم میں سے ہر شخص ہمہ تن گوش تھا۔ اتنے میں چند احباب اور تشریف لے آئے اور ہم اُن کے لئے جگہ خالی کر کے حضرت حافظ صاحب سے سلام اور مصافحہ کر کے چلے آئے۔

واقعات

دِید و شُنید

نوٹ:۔ اس عنوان کے تحت دلچسپ و سبق آموز واقعات شائع کئے جائیں گے۔ سب قارئین اس میں شرکت کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کے سامنے ایسے کچھ واقعات پیش آتے ہوں یا آپ نے کسی جگہ انہیں پڑھا ہو یا کسی سے سُنا ہو تو آپ انہیں خوشخط تحریر کر کے ایڈیٹر خالد کے نام "دِید و شُنید" کے عنوان کے تحت ارسال فرما دیں۔ امید ہے قارئین کرام اس کالم میں پوری دلچسپی لیتے ہوئے ادارہ سے تعاون فرمائیں گے۔ (ایڈیٹر)

(۱)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین مخلص صحابہ میں سے تھے۔ آپ کی روایات کا کچھ حصہ ریویو آف ریلیجنز اردو جنوری ۱۹۴۲ء میں شائع ہوا تھا اس میں سے ایک روایت ذیل میں درج کی جا رہی ہے۔

حضرت منشی صاحب فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور مغرب کے بعد مسجد مبارک کی دوسری چھت پر مع چند احباب کھانا کھانے کے لئے تشریف فرما تھے۔ ایک احمدی میاں نظام الدین ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی دریدہ تھے حضور سے ۴، ۵ آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے تھے اتنے میں کئی دیگر اشخاص خصوصاً وہ لوگ جو بعد میں لاہوری کہلانے لگے آتے گئے اور حضور کے قریب بیٹھتے گئے جس کی وجہ سے میاں نظام الدین کو پرے ہٹنا پڑتا رہا حتٰی کہ وہ جوتیوں کی جگہ تک پہنچ گیا۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضور نے سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اٹھا لیں اور میاں نظام الدین کو مخاطب کر کے فرمایا آؤ میاں نظام الدین صاحب آپ اور ہم اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ اور یہ فرما کر مسجد کے صحن کے ساتھ جو کوٹھڑی ہے اس میں تشریف لے گئے اور حضور نے اور میاں نظام الدین نے کوٹھڑی کے اندر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا اور کوئی اندر نہیں گیا۔ جو لوگ قریب آ کر بیٹھتے گئے اُن کے چہرہ پر شرمندگی ظاہر تھی۔"

(ریویو آف ریلیجنز اردو۔ جنوری ۱۹۴۲ء صک)

---

(۲)

بے نماز کا انجام

ہم مکتب میں پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ہمارے اُستاد نے ہم کو مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے بھیجا ہم میں ایک لڑکا تھا اُس نے وضو کر لینے کے بعد سب کو مخاطب کر کے کہا۔ یارو کیسی نماز! ؟ کون نماز پڑھتا ہے؟ یہ کہہ کر اس نے اپنی پیشانی ایک کچی دیوار سے رگڑ لی۔ مٹی کا نشان ماتھے پر نظر آنے لگا جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مسجد میں نماز پڑھ کر آیا ہے۔ اس نے ہم سب کو نماز نہ پڑھنے اور جھوٹ بولنے کی اٹکل سکھائی۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بڑا نامی گرامی چور ہوا اور ہمارے شہر کے تمام چوروں اور بدمعاشوں میں اس کا نمبر سب سے اوّل تھا۔ ایک مرتبہ وہ ایک قلعہ کی دیوار سے کُودا اور اُس کو قید کی سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔

(از حیات نور الدینؓ صفحہ ۱۷۹)

(۳)

ایک دفعہ اپنے ایک بزرگ سے بڑا ایمان افروز واقعہ سُنا جس سے طبیعت پر ایک خاص اثر ہوا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک دفعہ ایک انگریز کا بٹوہ جس میں خاصی بھاری رقم تھی کہیں کھو گیا۔ چند روز کے بعد ایک غریب مسلمان اُس انگریز کا کھوج لگاتا ہوا اس کے گھر پہنچا اور بٹوہ اُسے واپس کیا۔ اس انگریز نے اس غریب مسلمان سے پوچھا کہ اتنی بڑی رقم دیکھ کر تمہارا دل نہ چاہا کہ یہ تم خود ہی رکھ لو؟ وہ مسلمان کچھ رُکا اور پھر جواب دیا کہ "دل تو چاہا تھا کہ رکھ لوں لیکن پھر فوراً خیال آیا کہ میرے اس فعل کے باعث کہیں قیامت کے روز میرے نبیؐ کو تمہارے نبیؑ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔"

(ابن رشید۔ ربوہ)

سوال وجواب

مسائل اور مشورے

نوٹ:۔ ان صفحات میں قارئین کرام ہر طرح کے پیش آمدہ مسائل کے بارہ میں سوالات بھیج سکتے ہیں۔ جو مسائل عمومی دلچسپی کے حامل سمجھے گئے ان کے جوابات یا اس بارہ میں مفید مشورے رسالہ میں شائع کر دیئے جائیں گے ——— (ایڈیٹر)

۱۔ زمین سے چاند تک

سوال:۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ یعنی اے انسانو! تم زمین میں ہی زندگی کے دن گزارو گے، اسی میں تمہیں موت آئے گی اور اس میں سے ہی تم دوبارہ نکالے جاؤ گے۔ اب اگر موجودہ سائنس کی کوششوں کے نتیجے میں انسان چاند یا مریخ پر پہنچ جائے اور وہیں فوت ہو جائے تو کیا آیت مندرجہ بالا کے خلاف نہیں ہوگا؟ (لئیق احمد انصاری ربوہ)

جواب:۔ انسان اگر زمین کے علاوہ کسی بھی دوسرے کُرّے پر پہنچا تو لازماً اُسے زمین کا ماحول یعنی زمین کی ہَوا، اغذیہ اور درجۂ حرارت وغیرہ اپنے ساتھ لے جانا ہوگا۔ گویا جہاں بھی انسان جاتا ہے زمین کا ایک ٹکڑا اس کے ساتھ جاتا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور اگر کوئی ایسا کُرّہ دریافت ہو گیا جہاں کا ماحول بالکل زمین کے مشابہ ہو تو وہ بھی اپنی اس مشابہت کی وجہ سے زمین کا ہی ایک حصّہ قرار دیا جائیگا۔ چاند کے متعلق تو یقینی طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ابتدا میں زمین کا حصّہ تھا جو بعد میں جدا ہو گیا اور زمین کے گرد طواف کرنے لگا۔ بہرحال جہاں بھی انسان جائے گا وہ زمین کو ساتھ لیجائیگا۔ یعنی اس کُرّہ کو زمین کا ہی ایک حصّہ پائیگا۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ سورۃ انشقاق میں فرماتا ہے وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ کہ ایک وقت آئے گا جبکہ زمین بڑھا دی جائے گی یا پھیلا دی جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم کی اس پیشگوئی کا ظہور اس طرح بھی ہو (جیسا کہ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر صغیر میں اشارہ فرمایا ہے) کہ بعض ایسے کُرّے دریافت ہو جائیں جہاں زمین جیسا ماحول ہو یا زمینی ماحول وہاں لے جایا جا سکے اور وہ زمین کا ہی حصّہ قرار دیئے جائیں۔

اس کے علاوہ سورۃ شوریٰ میں اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ یعنی اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلائل اور نشانات میں سے ایک امر یہ ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان دونوں میں جاندار ہستیوں کو پھیلا دیا اور وہ جب چاہے اس بات پر قادر ہے کہ زمین اور آسمانوں میں رہنے والی ان جاندار ہستیوں کو باہم جمع کر دے۔ اس آیت سے بھی اس بات کی طرف اشارہ نکلتا ہے کہ زمین کے علاوہ بعض دوسرے سماوی کُرّوں پر بھی جاندار مخلوق بستی ہے اور کسی وقت میں ان کا اور اہلِ زمین کا باہم رابطہ اور اتّصال ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیوں کی کامل تشریح تو اس وقت کی جا سکتی ہے جبکہ وہ پوری ہو جائیں۔ اس سے پہلے انہیں امکاناً ہی لیا جا سکتا ہے۔ سو اگر سائنس کی موجودہ کوششوں کے نتیجے میں دوسرے کُرّوں پر انسان جا سکا اور وہاں پر رہنے والی مخلوق سے رابطہ بھی قائم کر سکا تو وہ کُرّے زمین کا حصہ ہی کہلائیں گے اور قرآن کریم کی ایک زبردست پیشگوئی کا ظہور بھی ہو جائے گا۔

واللہ اعلم بالصواب۔

۲۔ خلافتِ راشدہ کیوں ختم ہوئی؟

سوال:۔ اسلام کے دَورِ اوّل میں خلافتِ راشدہ جیسی نعمت صرف تیس سال کے بعد ہی کیوں ختم ہو گئی، جبکہ ایمان اور اعمالِ صالحہ کے لحاظ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی جماعت سب سے بڑھ کر اور اعلیٰ ہے۔ (منیر الحق شاہد ربوہ)

جواب:۔ یہ درست ہے کہ خلافت ایک انعام اور مشروط وعدہ ہے جو ایمان اور اعمالِ صالحہ کی شرط سے مختص ہے لیکن آیت استخلاف میں اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت میں جہاں تمام ایمانیات اور پھر ان کو سیراب کرنیوالے اور قائم و دائم کرنے والے تمام اعمالِ صالحہ کا ذکر ہے وہاں مخصوص طور پر آیت کے مضمون کے لحاظ سے ایمان بالخلافت اور ان اعمالِ صالحہ کا ذکر ہے جو خلافت جیسی نعمت کو قائم و دائم اور جاری و ساری رکھنے کیلئے ضروری ہوتے ہیں۔ کسی بڑی سے بڑی اور اعلیٰ سے اعلیٰ روحانی جماعت میں بھی بعض امور میں نادانستہ طور پر فروگذاشت ہو جانے کا امکان تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے دَورِ اوّل میں جہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے اپنا خون پانی کی طرح بہایا اور اسلام کا بول بالا کیا وہاں آناً فاناً ترقیات مل جانے کی وجہ سے لاکھوں لاکھ غیر تربیت یافتہ لوگ سوادِ اسلام میں داخل ہو گئے اور صحابہ کرام رضؓ قلیل مدّت میں ان کی تعلیم و تربیت کا حقہ، نہ کر سکے جس کی وجہ سے

کچھ ایسے لوگ آ گئے جو خلافت کی اہمیت، اس کے بلند مقام اور تقدس کا حقیقی شعور نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس عظیم انعام کو جاری و ساری رکھنے کے لئے کما حقہٗ کوشش کی۔ خلفاء کی حفاظت کا انتظام بھی اُس زمانے میں ہمیں تسلی بخش نظر نہیں آتا۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ دولتِ اسلام کے تین بیش بہا موتی شہید کر دیئے گئے۔ اگر خلافت اور تاجدارِ خلافت کی حفاظت کی اہمیت کو کما حقہٗ سمجھا جاتا تو شاید یہ واقعات رونما نہ ہوتے بلکہ ہم تو کہیں گے کہ اس سلسلے میں خود خلفائے راشدین نے بھی اپنی ذات کے درمیان میں آجانے کی وجہ سے پوری احتیاط سے کام نہ لیا۔ مثلاً اگر حضرت امیر معاویہؓ کی درخواست کے مطابق حضرت عثمان خلیفہ ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اجازت دے دیتے کہ وہ خلیفۂ وقت کی حفاظت کے لئے ایک شامی لشکر مدینے میں بھجوا دیں تو شاید اسلام کی تاریخ مختلف ہوتی۔ بہرحال اس سلسلے میں ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ مسلمانوں سے خلافت جیسی نعمت کے قائم و دائم رکھنے کے سلسلے میں مناسب کوششوں میں ضرور کمی ہوئی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیس سال کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خلافتِ راشدہ و متصلہ کا انعام واپس لے لیا اور خلافتِ رسول روحانی رنگ اختیار کر گئی اور ظاہری تمکنت سے جدا ہو گئی۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے علماءِ ربانی، مجددینِ امت کے ذریعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی خلافت کو ہمیشہ جاری و ساری رکھا اور اس طریقے سے اگر ایک مخصوص رنگ میں اپنے انعام کو واپس بھی لیا تو دوسرے رنگ میں اس کو جاری و ساری بھی رکھا۔

مگر اس سلسلے میں یاد رکھنا چاہیئے کہ خلافتِ راشدہ متصلہ بعد نبوت، نظامِ نبوت کا ایک لازمی جزو اور تتمہ ہوا کرتی ہے جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا كَانَتِ النُّبُوَّةُ قَطُّ إِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ۔

یعنی جب بھی دنیا میں نبوت قائم ہوئی تو اس کے بعد خلافت آئی۔ نبی تو ایک تخم ریزی کرنے کے لئے آتا ہے پھر خلفاء کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اس تخم کو بڑھا کر شاندار درخت کی صورت میں ظاہر کر دیتا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب تک نبی کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا اپنی بلوغت کو نہیں پہنچتا اور اپنے پاؤں پر نہیں کھڑا ہوتا اس وقت تک خلافتِ نبوت تو بہرحال جاری رہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جب تک کسی نبی کی بعثت کا مقصد اور پیشگوئیوں کے مطابق پورا نہیں ہو جاتا اس وقت تک اللہ تعالیٰ خلافت کو ضرور جاری رکھتا ہے۔ صدرِ اسلام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ اولیٰ کا مقصد جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے شریعت کی تکمیل کرنا اور اس کو دنیا میں قائم کر کے دکھلا دینا تھا۔ یہ مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خلفاءِ راشدینؓ کے ذریعہ سے بتمام و کمال پورا ہو گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کا اپنا اختیار تھا کہ جب تک وہ چاہیں اللہ تعالیٰ کے انعامِ خلافت کو اپنے اندر حسبِ وعدۂ الٰہی قائم رکھیں

یا اپنی بعض کوتاہیوں کی وجہ سے کھو دیں۔

ہمارے اس زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ کا مقصد تکمیلِ ہدایت اور اس کا قیام نہیں بلکہ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت ہے اور جب تک یہ مقصد پورا نہیں ہوتا اُس وقت تک خلافتِ احمدیہ انشاء اللہ العزیز قائم رہے گی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے کہ قدرتِ ثانیہ قیامت تک تمہارے ساتھ رہے گی اگرچہ اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کریم کی آیت استخلاف کے مطابق جماعت احمدیہ نظامِ خلافت کی اہمیت کو کماحقہ سمجھے، اس پر پورا پورا ایمان رکھے اور اس کو قائم و دائم رکھنے کے لئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کرتی رہے۔ اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

۳۔ تبرکات کی حفاظت!

سوال:۔ پُرانے تبرکات از قسم کپڑا، کاغذ، کتاب کو بحفاظت رکھنے کی کوئی ترکیب بتائیں جس سے نہ تو انہیں کیڑا لگے اور نہ یوں بوسیدگی کا شکار ہو جائیں۔ (منیر احمد منیب ربوہ)

جواب:۔ کاغذ یا کپڑے وغیرہ کو بوسیدہ ہونے سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ ان اشیاء کو زیادہ ہوا یا سورج کی روشنی نہ لگے۔ اس کیلئے آجکل جو پلاسٹک کے لفافے ملتے ہیں اُن میں ان اشیاء کو بند کر کے کسی ایسی جگہ رکھا جائے جو نسبتاً ٹھنڈی ہو اور ہوا کا بھی زیادہ گزر نہ ہو۔ کپڑے وغیرہ سے بچانے کے لئے نیم یا بکائن کے پتے جو ہر سال تبدیل کر دیئے جائیں یا فینائل کی گولیاں رکھی جا سکتی ہیں۔

۴۔ ریڈار

سوال:۔ ریڈار کی ماہیت اور استعمال آسان الفاظ میں بتا دیجئے۔ (شاہد محمود لاہور)

جواب:۔ ریڈار سے مراد ایسا سسٹم ہے جس میں ایک ٹرانسمٹر کے ذریعہ خاص قسم کی تیز رفتار ریڈیائی لہریں چھوڑی جاتی ہیں۔ ان لہروں کے رینج میں اگر کوئی ٹھوس چیز آجائے تو اس سے ٹکرا کر یہ لہریں فوراً واپس ریڈار سیٹ میں پہنچ جاتی ہیں۔ جہاں ٹیلیویژن جیسے پردے پر اس شے کا تصویری خاکہ دکھائی دینے لگتا ہے۔

استعمال۔ ریڈار کے ذریعہ فضا اور سمندروں کی نگہبانی کی جاتی ہے۔ اندھیرے، دھند اور دھوئیں کے باوجود فضائی اور بحری جہاز اپنا راستہ دیکھ سکتے ہیں اور خود ان جہازوں کا آسانی سے پتہ لگایا جا سکتا ہے خواہ یہ بادلوں میں چھپے ہوں یا سمندر کی تہہ میں۔ اور اب تو ایسے مختصر سے آلات بھی بنائے جا رہے ہیں جن کی مدد سے راہ چلتے ہوئے اندھے بھی اپنا راستہ دیکھ سکیں گے۔

۵۔ فرنیچر کو پالش کیجئے

سوال:۔ گھریلو فرنیچر پر پالش کا کوئی آسان اور سستا طریق بتائیں جس سے قریباً سال بھر تک

اس کی چمک دمک قائم رہ سکے۔ (نصیر الحق ربوہ)

جواب:- ایک چھٹانک سے ڈیڑھ چھٹانک تک دانہ لاکھ جو رنگ و روغن کی دکانوں سے دستیاب ہو جاتی ہے لیکر ایک بوتل میتھیلیٹڈ سپرٹ میں ڈال دیں یہ احتیاط کریں کہ بوتل پوری منہ تک نہ بھری ہو۔ دو ایک روز پڑا رہنے دیں۔ اس عرصہ میں دانہ لاکھ سپرٹ میں حل ہو جائیگی۔ بوتل کو اچھی طرح ہلا کر کسی ململ کے کپڑے سے چھان لیں اور دوسری بوتل میں محفوظ کر لیں۔ یہ سپرٹ پالش تیار ہے۔

جس فرنیچر پر پالش کرنا مقصود ہو اسکی میل باریک ریگمال سے رگڑ کر صاف کر لیں۔ اس کے بعد کچھ تیار شدہ پالش کسی پیالی میں لے لیں ململ کے ٹکڑے میں صاف روئی لپیٹ کر چھوٹی سی گدی بنا لیں۔ اس گدی کو پالش میں بھگو کر تھوڑا نچوڑ لیں اور احتیاط سے فرنیچر پر پھیریں۔ یہ احتیاط کریں کہ جس رُخ پر ایک دفعہ گدی پھیریں واپسی پر اس کے مخالف رُخ پر نہ پھیریں۔ اور جب تک پالش کی پہلی تہہ خشک نہ ہو جائے دوسری تہہ نہ دیں۔ دو تین بار یہ عمل دوہرائیں فرنیچر پالش ہو جائیگا۔

اگر گدی پر ذرا سا سرسوں کا تیل بھی لگا لیا جائے تو چمک بہت بڑھ جاتی ہے۔ بہتر ہوگا کہ کسی فرنیچر کی دکان پر کسی کاریگر کو پالش کرتے دیکھیں اور گھر آ کر اسی کے مطابق کوشش کریں۔

فرنیچر کی چمک دمک قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس سے گرد کو جھاڑتے رہا کریں۔ اگر پانی میں تھوڑا سا سرسوں کا تیل ملا کر اس میں کپڑا بھگو کر اچھی طرح نچوڑ لیا جائے اور اس سے فرنیچر کو پونچھا جائے تو فرنیچر بہت چمک اُٹھتا ہے۔ اسی طرح فرنیچر پالش یا کوئی ویکس پالش (WAX POLISH) بھی چمک بڑھانے کیلئے استعمال کی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر صاحبان سے ایک سوال

آجکل اکثر امراض کے علاج کے طور پر ڈاکٹر صاحبان بے دھڑک پیٹنٹ ادویات بالخصوص ANTIBIOTICS یا SYNTHETIC DRUGS کا استعمال شروع کروا دیتے ہیں۔ ایک حد تک تو یہ دوائیں نہایت سریع الاثر اور مفید ثابت ہوتی ہیں لیکن بار بار کے استعمال کے نتیجہ میں یہ اپنی تاثیر کھو بیٹھتی ہیں۔ اور بسا اوقات ALLERGIC ثابت ہو کر کئی نئی نئی بیماریاں پیدا کر دیتی ہیں یا جسم کی قوتِ مدافعت کے کمزور پڑ جانے کے باعث نئی بیماریاں آ دبوچتی ہیں۔ اب ڈاکٹر صاحب اس مریض کے لئے اسی قماش کی کوئی اور دوا تجویز کر دیتے ہیں اور اس کا بھی کچھ عرصہ بعد یہی حشر ہوتا ہے اور مریض کا ان ادویات کے چکر سے نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ متعدد ایسی مثالیں دیکھنے میں آئی ہیں کہ مریض نے تنگ آ کر ان دواؤں کا علاج یکسر ترک کر دیا ہے۔ اور اسے محض اللہ کے فضل سے سہامہ یا یونانی و ہومیوپیتھک ادویات کے استعمال کے نتیجہ میں صحت ہونی شروع ہو گئی۔

کیا ہمارے ڈاکٹر صاحبان اس مسئلہ پر روشنی ڈال سکیں گے کہ ان دواؤں کے مُضر اثرات سے انسان کیسے بچے؟ +

مجالس خدام الاحمدیہ کے شب و روز

(مرتبہ:۔ عطاء المجیب صاحب راشد نائب مہتمم اشاعت)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجالس خدام الاحمدیہ اپنے اپنے دائرہ کار میں مقاصد کے حصول کی خاطر مصروفِ عمل ہیں لیکن مرکز کو مجالس کی بیداری کا علم ان رپورٹوں سے ملتا ہے جو ہر ماہ مرکز میں موصول ہوتی ہیں۔ ماہ اپریل ۶۶ء میں مندرجہ ذیل ۱۰۴ مجالس نے اپنی رپورٹ مرکز میں ارسال کی۔ یہ مجالس کوشش کریں کہ باقاعدگی سے کام جاری رہے اور جن مجالس کے نام اس فہرست میں شامل نہیں ہیں وہ باقاعدگی سے رپورٹ بھجوانے کا التزام کریں۔

بجونترہ۔ لدھڑ کرم سنگھ۔ سکھر۔ لاڑکانہ۔ انور آباد۔ جمال پور۔ کمڑیانوالہ۔ ترکھا۔ چک ۹۹ شمالی۔ چک ۹۸ شمالی۔ چک ۱۵۲ شمالی۔ بجوڑہ۔ چک نمبر ۶۱ ج ب۔ بہاولپور۔ چک نمبر ۱۶۱ مراد۔ چک نمبر ۸۴۔ چک ۱۹۲ مراد۔ چک ۱۲۳ N.P.۔ گجرات۔ مونگ۔ جوہر آباد۔ ملیانوالہ۔ گوجرانوالہ۔ گرمولہ ورکاں۔ چک چٹھہ۔ جھنگڑ حاکم والا۔ شکار پور۔ گوٹھ بڑہانی۔ گوٹھ شاہ دین۔ حیدر آباد۔ محمد آباد اسٹیٹ۔ نبی سر روڈ۔ نور نگر فارم۔ ڈرگ روڈ۔ ڈھاکہ۔ مردان۔ گوجرخان۔ چک سکندر۔ سعد اللہ پور۔ کلانوالہ۔ ڈہلو۔ بجوڑانوالہ۔ سرگودھا چھاؤنی۔ چک ۱۲۸ منگلا قصور۔ گنج مغلپورہ۔ بنتوکی۔ رکھ شیخ کوٹ۔ سیالکوٹ۔ بدوملہی۔ داتہ زیدکا۔ چنڈر کے منگولے۔ وزیر آباد۔ قیام پور۔ چہور مڑکانہ۔ چک نمبر ۵۶۳ گ ب۔ چک نمبر ۹۰ ر ب۔ ربوہ۔ ملتان۔ چک نمبر ۲۲ D N B۔ گوٹھ چوہدری نتھے خان۔ قمر آباد۔ بدین۔ بشیر آباد۔ کراچی۔ اچنبی پایاں۔ راولپنڈی۔ واہ کینٹ۔ پنڈ بیگووال۔ برج ورکس۔ جہلم شہر۔ کھاریاں۔ رسول۔ لدیکے نبوین۔ پیرکوٹ ثانی۔ اکال گڑھ۔ بھوڑو۔ چک نمبر ۱۸۔ احمد نگر۔ جھل بھٹیال۔ لائل پور۔ چک نمبر ۸۶ ج ب۔ چک نمبر ۸ ج ب۔ چک نمبر ۶۹ ر ب۔ چک نمبر ۸۹ ج ب۔ چک نمبر ۱۰۹ گ ب۔ لاہور۔ تہال۔ منڈی بہاؤالدین۔ کھریپڑ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ حبیب آباد۔ پشاور۔ محمود احمد۔ مرالہ۔ قائد آباد۔ چک نمبر ۳۷ جنوبی۔ ٹھٹھہ جوئیہ۔ گوجرانوالہ۔ ترگڑی۔ سانگلہ ہل۔ باندھی۔ چٹا گانگ۔ برہمن بڑیہ۔

اپنی مجلس کا نام تلاش کیجئے

ذیل میں چند مستعد مجالس کی نمایاں کارگزاری اختصار کے ساتھ درج کی جا رہی ہے۔ خدام کو چاہیئے کہ ان مستعد مجالس کی فہرست میں اپنی مجلس کا نام تلاش کریں۔ نیز کوشش کریں کہ ان کی مجلس ہمیشہ فعال اور بیدار رہے۔

○ مجلس سکھر نے ۵۰۰ ٹریکٹ تقسیم کئے۔ دو تبلیغی خطوط لکھے۔ ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔

- انور آباد کی مجلس نے دو مرتبہ اجتماعی وقارِ عمل کیا۔ ایک وقارِ عمل میں کل ۲۲ خدام نے دو گھنٹے کام کیا۔ ایک دوست سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔
- کرٹیانوالہ مجلس کے دو خدام نے تمباکو نوشی ترک کی۔ ایک دوست بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔
- چک ۹۹ شمالی کے خدام نے دو بار اجتماعی وقارِ عمل کیا اور ۵۰ مریضوں کی عیادت کی۔
- چک ۹۸ شمالی ضلع سرگودھا میں چار افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔
- چک ۶۱ ضلع لائل پور کے خدام نے دس غریبوں کو مفت ٹیکے لگائے۔ دس مریضوں کی عیادت کی اور ۲۰ کو ابتدائی طبی امداد دی گئی۔
- ۱۳ خدام پر مشتمل چک ۱۹۲ امراد ضلع بہاولپور کی مجلس کی مساعی سے ایک دوست کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ ایک خادم نیا پیشہ سیکھ رہے ہیں۔
- گرمولہ ورکاں کے خدام نے ۱۵ مریضوں کی عیادت کی۔ ایک وقارِ عمل کیا۔ ایک تربیتی جلسہ ہوا۔
- جھنگڑ حاکم والا ضلع شیخوپورہ کے کم از کم دو خدام پیغامِ حق پہنچانے کے لئے ہر روز وقت دیتے ہیں۔ اس ماہ ایک دوست نے احمدیت قبول کی۔
- گوٹھ چوہدری شاہ دین میں مجلس کی نئی لائبریری کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت ۵۰۰ کتب موجود ہیں۔ ایک دوست بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ۳۰ مستحق افراد کی مدد کی گئی۔ ۹ مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔
- حیدرآباد میں خدام نے ۹ تبلیغی خطوط لکھے۔ ۷ خدام کو نماز باترجمہ سکھلائی گئی۔ ۷ مریضوں کی عیادت کی گئی۔
- ڈھاکہ کے خدام نے ۵۰ مریضوں کو مفت دوا دی۔ ۲۵ احباب تک پیغامِ حق پہنچایا گیا۔ ایک اجتماعی وقارِ عمل کیا گیا۔
- سرگودھا چھاؤنی کے پانچ خدام نماز تہجد باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔
- چک منگلا کے ۱۲ خدام کو قرآن کریم ناظرہ سکھایا گیا۔ ۴۰ پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔
- قصور کے دو خدام نے فرسٹ ایڈ کی تربیت حاصل کی۔
- چوہڑ کانہ کے خدام نے ۵۰ مریضوں کی عیادت کی۔
- قمر آباد ضلع نواب شاہ میں ایک تقریری مقابلہ ہوا۔ چار خدام نے تبلیغ کے لئے چار دن وقف کئے۔ ۱۰ مریضوں کی عیادت کی گئی۔
- ایبٹ آباد۔ پشاور یونیورسٹی میں دو بار اجتماعی وقارِ عمل ہوا۔ ایک دوست نے بیعت کی۔
- کھاریاں مجلس کے پانچ خدام نے خون کا عطیہ دیا۔
- مونگ رسول کی مجلس نے خالد کے چھ خریدار مہیا کئے۔ ۸ خدام نے ایک ایک دن تبلیغ کے لئے وقف کیا۔
- پیرکوٹ ضلع گوجرانوالہ میں ۵ خدام حج سکیم میں شامل ہوئے۔
- اکال گڑھ میں ایک مقامی لائبریری میں سلسلہ کے رسالے رکھوائے گئے۔ ایک خادم نے قرآن کریم ناظرہ سیکھا۔
- احمد نگر میں ۳۰ افراد حج سکیم میں شامل ہوئے۔ دو بار وقارِ عمل ہوا۔
- تہال ضلع گجرات کی مجلس نے ۱۰۰۰ پمفلٹ تقسیم کئے۔

مندرجہ بالا مجالس کے علاوہ چند اور مجالس ہیں جن کا کام نمایاں ہے ان کا مختصر ذکر علیحدہ طور پر درج ذیل ہے:-

جوہر آباد

چھوٹی لیکن مستعد مجلس ہے۔ دارالمطالعہ قائم ہے۔ شعبہ تعلیم کے تحت خدام کا امتحان لیا گیا۔ ایک تفریحی اجتماع منعقد کیا گیا۔ ایک تربیتی جلسہ ہوا۔

گوجرانوالہ

۳۰ خدام کو قرآن کریم ناظرہ، ۱۴ کو باترجمہ، ۲۵ کو نماز باترجمہ اور ۳۰ کو عام لکھنا پڑھنا سکھایا گیا۔ ۲۵۰ پمفلٹ تقسیم کئے۔ ۵۴ مستحق افراد کی مدد کی۔ ۸۰ مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔

ڈرگ روڈ۔ کراچی

مجلس میں ۸۰ خدام شامل ہیں۔ ان میں سے دس خدام کو قرآن کریم ناظرہ، پانچ کو باترجمہ، تین کو نماز باترجمہ سکھائی گئی۔ پچاس خدام نے روزانہ دو دو گھنٹے پیغامِ حق پہنچانے میں صرف کئے۔ ۶۰۰ پمفلٹ تقسیم کئے۔ ایک دوست کو قبولِ احمدیت کی توفیق ملی۔ ۸۵/- روپے نقد امداد دی گئی۔ تعلیمی کلاس کا اجراء کیا گیا۔

گنج مغلپورہ

۲۸ خدام کو قرآن کریم باترجمہ اور ۲۰ کو نماز باترجمہ سکھائی گئی۔ ۲۸ خدام نائٹ کلاس میں شامل ہوئے۔ ایک خادم نے سینما بینی ترک کی۔ ۱۷ خدام نے پیغامِ حق پہنچانے کے لئے ۱۰۰ گھنٹے وقت دیا۔ ایک خادم نے ایک دن وقف کیا۔ ۴۰۰ پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ ۶ خطوط لکھے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دوست سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ چالیس افراد حج سکیم میں شامل ہوئے۔ ۵۰۰ روپے نقد تقسیم کئے گئے۔ ۲۰ مریضوں کی عیادت کی۔ ایک مریضہ کے لئے ۵۰/- روپے سے خون خرید کر دیا گیا۔ رسالہ خالد کے ۸ نئے خریدار بنائے گئے۔

سیالکوٹ

دو اجلاس عام منعقد ہوئے۔ مجلس کے دفتر کا باقاعدہ اجراء کیا گیا۔ شہر سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ایک پکنک منائی گئی جہاں علمی اور ورزشی مقابلے ہوئے۔ دو حلقوں میں ہفتہ وار باجماعت نماز تہجد ادا کی جاتی ہے۔ ایک خادم نے پوری داڑھی رکھی۔ صاحب صدر کی آمد پر مختلف تقاریب منعقد ہوئیں جس سے مجلس میں بیداری کی روح دوڑ گئی۔ ۲۰۰۰ پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ ایک دوست کو بیعت سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔

ربوہ

سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ پر ایک جلسہ کیا گیا۔ ۵ مبلغین کے اعزاز میں ۵ حلقہ جات نے الوداعی دعوتیں کیں۔ ۹ حلقوں میں تعلیم القرآن کلاسیں جاری ہیں۔ ایک کل ربوہ تقریری مقابلہ ہوا۔ دو نئی لائبریریوں کا اجراء ہوا۔ ۱۸۰ خدام باقاعدہ نماز تہجد ادا کرتے ہیں۔ ربوہ کے

نواح میں تبلیغ کے لئے ۲۸ تبلیغی وفود بھجوائے گئے۔ کُل ۲۹۴ میل پیدل سفر کیا اور ۵۲۷ افراد تک پیغام پہنچایا انفرادی طور پر ۱۱۰۷ افراد تک پیغام پہنچایا گیا۔ ۵۵۸ پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ اس عرصہ میں چار افراد بیعت کرکے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ ۲۷۰ تبلیغی خطوط لکھے گئے۔ ربوہ کے نواح میں دو تبلیغی جلسے کئے گئے۔ /۵۷ روپے بطور امداد اور /۲۲۰ روپے بطور قرضہ حسنہ دیئے گئے۔ ۷۹۶ مریضوں کی عیادت کی گئی۔ ۵ فری ڈسپنسریاں کام کررہی ہیں۔ کُل ۱۳ مرتبہ وقارِ عمل ہوا۔ ۸۰ درخت لگائے گئے۔ ایک کُل ربوہ ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔

کراچی

وسیع پیمانہ پر ایک اجلاس عام منعقد ہوا۔ دو ڈسپنسریوں میں مجموعی طور پر ۱۲۷۹۴ مریضوں کا علاج کیا گیا۔ ۲۷ افراد کو روزگار مہیا کرکے دیا گیا۔ ۵۰۶ مریضوں کی عیادت کی گئی۔ /۶۰۲۹ روپے بطور قرضہ حسنہ دیا گیا۔ ایک دکان میں آگ لگ جانے پر ایک خادم نے آگ بجھانے میں مدد کی۔ ایک شخص دیوار کے نیچے آکر دب گیا ایک خادم نے اسے نکالا اور ہسپتال پہنچایا۔ ۲۱ ضرورت مندوں کو مکان لیکر دیئے گئے۔ ۲۹۵ خطوط لکھ کر یا ٹائپ کرکے دیئے گئے۔ ۵۱۲ غرباء کو ۱۱۹۴ روپے دیئے گئے۔ ۶۲ تبلیغی خطوط لکھے گئے۔ ۵ جلسے ہوئے۔ ۲۸۷ پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ ۱۴ تربیتی جلسے ہوئے۔ ۱۱۳ خدام نے مختلف لغویات کو ترک کیا۔ ایک تقریری مقابلہ ہوا جو بہت معیاری تھا۔ ۲۱ خدام کو قرآن کریم ناظرہ اور ۱۹ کو باترجمہ سکھلایا گیا۔ ۵ لائبریریاں قائم ہیں۔ ۶ خدام نے ۷ مضامین لکھے۔ ۱۶ خدام نے تقاریر کیں۔ چار اجتماعی وقارِ عمل ہوئے۔

راولپنڈی

۱۸ خدام کو قرآن کریم ناظرہ سکھایا گیا۔ ۲۰ خدام نے ۱۵۰ گھنٹے تبلیغ کے لئے وقف کئے۔ ۱۰ خدام نے ایک دن وقف کیا۔ ۲۷۹ پمفلٹ تقسیم کئے۔ ایک دوست نے بیعت کی۔ /۵۴۲ روپے مستحقین میں بطور امداد دیئے گئے۔ ۸۸ مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔

لائل پور

۴ خدام کو قرآن کریم ناظرہ، ۵ کو نماز باترجمہ، اور ایک خادم کو عام لکھنا پڑھنا سکھایا گیا۔ ۶۴ خدام نے ایک ایک دن وقف کیا۔ ۱۳۴۰ پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ ۱۳ مارچ کو یومِ تبلیغ منایا گیا۔ ۴۰ روپے بطور امداد دیئے گئے۔ ۲۴ قمیصیں سلوا کر دی گئیں۔ دو خدام نے خون کا عطیہ دیا۔ ایک تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔

پشاور

۵ خدام نے ایک دن وقف کیا۔ ایک خادم کی اہلیہ بیعت کرکے سلسلہ میں داخل ہوئیں۔ خدام کا تحریری امتحان ہوا۔ /۲۰۰ روپے بطور قرضہ حسنہ

دیئے گئے۔ ۲۱ خدام نے نماز تہجد کا التزام کیا۔ دو خدام نے سینما بینی ترک کی۔

ترگڑی ضلع گوجرانوالہ

۴ خدام نے قرآن کریم ناظرہ سیکھا۔ ۵ خدام نے سگریٹ نوشی اور سینما بینی ترک کرنے کا عہد کیا۔ ۵ خدام نے ایک ایک دن وقف کیا۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ۵ افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ نائٹ کلاس جاری ہے۔

حضرت سیدنا امام وقت کے تازہ ارشاد کی تعمیل

امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ کوشش کی جائے کہ رات کو کوئی شخص بھوکا نہ سوئے۔ مجالس کی آمدہ رپورٹوں کے جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدام امام وقت کے اس ارشاد کی طرف بھی توجہ دے رہے ہیں۔ چنانچہ عرصہ زیر رپورٹ میں

- انور آباد کی مجلس نے چار غریبوں کو کھانا کھلایا۔
- مجلس گجرات شہر نے دو نادار اصحاب کو کھانا پیش کیا۔
- حیدرآباد کی مجلس نے ایک غریب آدمی کو کھانا کھلایا۔
- گوجرخان کے خدام نے ۷۰ افراد کو ایک وقت کا کھانا کھلایا۔
- چک ۵۶۳ گ ب ضلع لائلپور کی مجلس نے ۵ مسافروں کو کھانا کھلایا۔
- ربوہ میں ۱۸ ضرورت مندوں کو کھانا کھلایا گیا۔
- کراچی کی مجلس نے ۲۹۲ افراد کو کھانا کھلایا۔
- سرشمیر روڈ کی مجلس نے ۱۰ غرباء کو کھانا کھلایا۔
- ترگڑی کے خدام نے ۸ آدمیوں کو کھانا کھلایا۔

یہ امداد و شمار صرف ان رپورٹوں سے ہیں جن میں معین تعداد درج تھی۔ وگرنہ بہت سی مجالس نے اجمالی طور پر لکھا ہے کہ "غرباء کو کھانا کھلایا جاتا ہے"۔ تاہم ابھی اس نیک کام کی طرف مزید توجہ کی ضرورت ہے۔

سیالکوٹ میں صدر مجلس کی تشریف آوری

مجلس سیالکوٹ کی خواہش پر صدر مجلس محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے ۲۸ مارچ کو سیالکوٹ کا دورہ کیا۔ دوپہر کے کھانے پر چند غیر مبایعین سے تبادلہ خیالات ہوا۔ رات مجلس عاملہ کے اراکین سے ایک مؤثر خطاب فرمایا اور خدام کو اپنے اندر ایک اچھے لیڈر کی صفات پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔ دوسرے روز آپ ہیڈ مرالہ تشریف لے گئے۔ وہاں ایک تقریب ہوئی جس میں بہت سے غیر از جماعت دوستوں نے بھی شرکت کی۔ صاحب صدر نے ان تک احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ اسی روز رات کو جامع مسجد سیالکوٹ میں آپ نے اجلاس عام سے خطاب فرمایا جس میں خدام اور احباب جماعت بکثرت شامل ہوئے۔ تیسرے روز آپ نے حلقہ اسلام آباد میں نماز تہجد اور نماز فجر پڑھائی اور قرآن مجید کا درس دیا۔ ناشتہ کے بعد آ[illegible] سے متاثرہ ملاقاتیں دیکھنے گئے۔ شام کو غیر احمدی تعلیم یافتہ ایک اجتماع سے خطاب فرمایا جس میں بہت سے علم دوست حضرات نے شامل ہو کر استفادہ کیا۔ اس طرح تین روز

بڑے معروف اور تربیتی اور تبلیغی پروگراموں میں گزرے اور مجلس میں بیداری پیدا ہو گئی۔

ربوہ میں عظیم الشان کبڈی ٹورنامنٹ

مجلس مرکزیہ کے زیرِ اہتمام ۲۲/ اپریل ۱۹۶۶ء کو ربوہ میں دوسرا کُل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا اور تین روز بڑے عمدہ طور پر جاری رہنے کے بعد ۲۴/ اپریل ۱۹۶۶ء کو نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ ٹورنامنٹ کو کامیاب بنانے کے لئے حسبِ سابق محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب مہتمم صحتِ جسمانی اور انکے رفقائے کار نے انتھک محنت اور کوشش کی حضرت صدر مجلس نے محترم صاحبزادہ صاحب کی مساعی کو سراہتے ہوئے اس ٹورنامنٹ کو انہی کے نام پر معنون فرما دیا۔ بارك الله له۔

ابتداءً یہ ٹورنامنٹ شروع اپریل میں منعقد کرنے کا خیال تھا لیکن بعض نامساعد حالات کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ دوبارہ ٹورنامنٹ کی تاریخیں مقرر کر کے ملکی اخبارات اور ریڈیو پاکستان لاہور سے اس کا اعلان کروایا گیا اور کھلاڑیوں سے انفرادی طور پر بھی رابطہ قائم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ٹورنامنٹ میں ملک گیر شہرت کی ٹیموں نے شرکت کی جن میں ریلوے، واپڈا، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، سرگودھا، ربوہ اے اور ربوہ بی کی ٹیمیں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ٹورنامنٹ کا افتتاح محترم جناب ہمایوں فیضی رسول صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع جھنگ نے کیا۔ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر ٹورنامنٹ کمیٹی نے ڈپٹی کمشنر صاحب موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہمارے افسران اسی جذبہ کے ساتھ ملکی کھیلوں کی سرپرستی فرمائیں تو ان کا معیار بہت بلند ہو سکتا ہے۔

ٹورنامنٹ تین روز جاری رہا۔ ہر روز کھلاڑیوں نے بڑے عمدہ کھیل کا مظاہرہ کیا۔ ٹورنامنٹ کے دوران کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا بلکہ بہت ہی اچھے اور دوستانہ ماحول میں کھیل ہوئی۔ ٹورنامنٹ کے آخری روز کمیٹی کی درخواست پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بھی کچھ دیر کے لئے کھیل دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے کبڈی کا فائنل میچ دیکھا، جو ربوہ اے اور ریلوے کی ٹیموں کے درمیان کھیلا گیا۔ یہ آخری میچ ٹورنامنٹ کا بہترین میچ تھا جس میں دونوں ٹیموں نے بہترین کھیل کا مظاہرہ کیا۔ ہر اچھی کامیابی پر ناظرین دل کھول کر تحسین و مرحبا کی صدا بلند کرتے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اچھا کھیل دکھانے والوں کو ٹورنامنٹ کمیٹی کی طرف سے ساتھ ساتھ انعامات بھی عطا فرمائے۔ آخری میچ میں مقابلہ بڑا سخت تھا لیکن بالآخر ربوہ اے کی ٹیم نے ۱۴ پوائنٹ کی برتری حاصل کر کے چیمپئن شپ جیت لی۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے۔ بلکہ خود اپنی طرف سے بھی ازراہِ حوصلہ افزائی اوّل اور دوم آنے والی ٹیموں کو علی الترتیب ایک سو ایک اور اکاون روپے

نقد کے انعامات دیئے ۔ آپ نے اس موقع پر مختصر سا خطاب فرماتے ہوئے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ ہمیں اپنے جسموں کی اصلاح اور تنومندی کے ساتھ ساتھ روح کی ترقی اور پاکیزگی کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے ۔

ٹورنامنٹ کو کامیاب بنانے کے لئے انتظامیہ کے سب اراکین نے بڑی محنت سے کام کیا ۔ کبڈی ٹورنامنٹ دیکھنے کے لئے ربوہ کے گردونواح سے بکثرت لوگ آئے اور خود ربوہ کے احباب نے بھی بڑے جوش و خروش اور ولولہ کے ساتھ ٹورنامنٹ کی رونق کو دوبالا کیا ۔ علاقہ کے معززین اور گورنمنٹ کے افسران کی ایک کثیر تعداد نے بھی ہر روز کھیل سے لطف اٹھایا ۔ ٹورنامنٹ کے دنوں میں اہالیانِ ربوہ اور خصوصاً خدام میں ایک خاص بیداری اور زندگی کے آثار پیدا ہو گئے ۔

ٹورنامنٹ میں شرکت کے لئے باہر سے آنیوالے کھلاڑیوں اور دیگر افراد کو ربوہ کے تعلیمی اور انتظامی ادارہ جات دیکھنے کا بھی موقع ملا ۔ یہ سب لوگ ربوہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی اور تنظیمی مساعی کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے ۔ اس کے علاوہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء کی ایک فلم بھی دکھائی گئی جس میں جلسہ کے مختلف اہم مناظر دکھائے گئے تھے ۔ باہر سے آنے والے احباب کو جماعت کے بزرگان اور اہل علم حضرات سے انفرادی طور پر ملاقات کرنے کا بھی موقع ملا ۔ اس طرح آپس میں مل جل کر دو تین دن گزارنے سے بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا اور ایک دوسرے کو قریب سے دیکھنے کی وجہ سے باہمی تعلقات اور بھی پختہ ہو گئے ۔

ٹورنامنٹ کی کامیابی کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ملکی اخبارات میں ٹورنامنٹ کی خبریں شائع ہوتی رہیں ۔ چنانچہ پاکستان ٹائمز، نوائے وقت، مشرق، امروز، لاہور اور پیام قائد سرگودھا میں نمایاں طور پر ٹورنامنٹ کے انعقاد کی خبریں شائع ہوئیں ۔ امروز میں تقسیم انعامات کا ایک فوٹو بھی شائع ہوا ۔ اس کے علاوہ ریڈیو پاکستان کی خبروں میں بھی ٹورنامنٹ کا ذکر کیا گیا ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ٹورنامنٹ بڑی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا ۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے ✦

کارِ جہان

جناب نسیم سیفی

زیست بے کیف تھی اس کارِ جہاں سے پہلے
دل کا یہ حال نہ تھا بارِ گراں سے پہلے

کیا کرے سیکھ کے آدابِ تکلّم کوئی
آنکھ دے دیتی ہے پیغام زباں سے پہلے

اس کے انجام پہ آغاز کا ہوتا ہے گماں
قصۂ درد کہے کوئی کہاں سے پہلے

اب ستمہائے زمانہ کی شکایت کیسی
قہقہے بھی تو بکھیرے ہیں فغاں سے پہلے

اس سفر کی کوئی منزل ہے معیّن کہ نہیں
کوئی پوچھے تو سہی عمرِ رواں سے پہلے

ذرّہ ذرّہ ہے ترے نقشِ کفِ پا کی دلیل
عشق حیراں ہے کرے سجدے کہاں سے پہلے

کس طرح دل پہ کھلیں حُسن کے اسرار نسیم
ہم تو جل جاتے ہیں اس برقِ تپاں سے پہلے

May, 1966

Monthly

KHALID

Regd. No. L. 5830

Rabwah

مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر مورخہ ۲۶ اپریل کو بذریعہ ہوائی جہاز ڈنمارک میں (جماعت احمدیہ کی مستورات کے چندوں سے) بننے والی مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کی غرض سے روانہ ہوئے۔

نصرت آرٹ پریس ربوہ